1069

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔جون 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2011-2010

ضمنی مطالبات زر برائے سال 11-2010 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ زر نمبر 1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 37 کروڑ 15 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 1 تا 4 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ، 89 لاکھ، 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 5 تا 13 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو، 76 لاکھ، 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 14 تا 22 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو19لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات23تا 24 ملاحظہ فرمائیں۔

1070

مطالبہ زر نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6کروڑ55لاکھ80ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس و محصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات 25 تا27 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3۔ارب46کروڑ4لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات28تا38 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو14کروڑ93لاکھ14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات39 تا 46 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب34کروڑ8لاکھ7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 47 تا82 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو89لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات 83 تا 84 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو13کروڑ78لاکھ 38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 85 تا92ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو26کروڑ26لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات 93 تا 110 ملاحظہ فرمائیں۔

1071

مطالبہ زر نمبر12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6کروڑ92لاکھ 17ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات111تا 112ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2کروڑ،13لاکھ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات113تا 115ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زرنمبر14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو16کروڑ31لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات116تا 121ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر15	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو19کروڑ29لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات122تا 137ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر16	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو80کروڑ10لاکھ42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات138تا 145ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر17	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک ارب83کروڑ67لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات146تا 154ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو7۔ارب22کروڑ48لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010کے صفحات155تا 160ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر 19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 80 کروڑ 38 لاکھ، 56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کا صفحہ 161 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 79 لاکھ 2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 162 تا 163 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 42 کروڑ 95 لاکھ 3 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 164 تا 205 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 40 لاکھ 40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 1-2010 کا صفحہ 206 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 21 لاکھ 13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کا صفحہ 207 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر 24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 6 لاکھ 89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 208 تا 209 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 1–2010 کا صفحہ 210 ملاحظہ فرمائیں۔

1073

مطالبہ زر نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11–2010 کے صفحات 211 تا 212 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹام" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11–2010 کا صفحہ 213 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11–2010 کے صفحات 214 تا 240 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11–2010 کے صفحات 241 تا 251 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زرنمبر30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 252 تا 272 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 273 تا 303 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرینری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 304 تا 316 ملاحظہ فرمائیں۔

1074

مطالبہ زرنمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 317 تا 319 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کا صفحہ 320 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زرنمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 321 تا326 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 327 تا 477 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 478 تا 482 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 483 تا 485 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 486 تا506 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زرنمبر40	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 507تا 545 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زرنمبر41	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 11-2010 کے صفحات 546 تا547 ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات برائے سال 11-2010 کا ضمنی گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 11-2010 کا ضمنی گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

1077

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

منگل،28۔جون2011

(یوم الثلاثہ،25۔رجب المرجب1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر47منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ
هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ②
ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③

سُوْرَةُ بنیٓ اسرآئیل آیات1 تا3

وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (1) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا (2) اے اُن لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔ بے شک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے (3)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئے نبی ﷺ سے آ نہ سکے ہم کو راحت ہی کچھ ایسی تھی
یاد رہی نہ جنت ہم کو جنت ہی کچھ ایسی تھی
تکتے رہے یوسف جیسے بھی حشر میں ان کے چہرے کو
جب پوچھا تو کہنے لگے وہ صورت ہی کچھ ایسی تھی
پوچھا اے جبرائیل کہ کیونکر تلیاں ان کی چومی تھیں
کہنے لگے جبرائیل کہ ان کی عظمت ہی کچھ ایسی تھی
پاس بلایا پاس بٹھایا عرش پہ ان کو خالق نے
یہ تو آخر ہونا ہی تھا چاہت ہی کچھ ایسی تھی
قبر میں حاکم جب پہنچے تو ہنس کے نکیروں نے دیکھا
کیوں نہ فرشتے پیار سے ملتے نسبت ہی کچھ ایسی تھی
دنیا میں سرکار کی نعتیں پڑھتے رہے ہر اک لمحہ
قبر میں بھی تھی نعت لبوں پہ عادت ہی کچھ ایسی تھی

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے لیکن کل والی تحریک استحقاق جو میں نےpending کی تھی اُس کا فیصلہ میں بعد میں کروں گا۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ضلع سرگودھا میںcontrol explosive نہ ہونے سے پتھر کی کرشنگ کا کام بند ہونے سے ہزاروں مزدور بے روزگار ہونے کا خدشہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اس جانب آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ سرگودھا میں کرشنگ کا کاروبار ہو رہا ہے اور اُن کوcontrol explosive مہیا کیا جاتا تھا جس کے لئے حکومت پنجاب نے ایک طریق کار بنایا تھا کہ پنجاب کے جن اضلاع میں construction کے کاموں کے لئے پتھر کی سپلائی کا کام ہوتا ہے اُنہیں اپنے اپنے ضلع کے ڈی سی او صاحبان کنٹرول کریں گے۔ آج کل control explosive رکا ہوا ہے اور کرشنگ کا کاروبار بالکل تباہ ہونے کے قریب ہے لہذا میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اس کو فوری طور پر شروع کرایا جائے، اُس کے parameters کو طے کیا جائے، سختی سے عملدرآمد کرایا جائے اور مزدوروں کو بے روزگار ہونے سے بچایا جائے۔ حالانکہ وہاں سے حکومت پنجاب کو سالانہ 2۔ارب روپے کیincome آرہی تھی مگر پچھلے تین مہینوں سے وہاں کا کاروبار اس مسئلے کا شکار ہے لہذا حکومت پنجاب فوری طور پر اس پرaction لے۔

جناب سپیکر: جی، اِن کی بات متعلقہ محکمے کو بھیجی جائے اور اُن سے جواب بھی لیا جائے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ ہے اور متعلقہ ڈی سی او اور کمشنر صاحبان اسے control کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب اور متعلقہ محکمہ اس پر actionکرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بات سن لی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر868 جناب اشرف سوہنا صاحب کی ہے جو pendingہوئی تھی۔ رانا صاحب! آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ویسے میں رانا صاحب کو floorدے چکا تھا لیکن آپ کی مرضی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: چلیں، وہ بول لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے next sessionتک کے لئے pendingکر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next sessionتک کے لئے pendingکی جاتی ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ منور غوث نے بڑے اہم issueکی طرف توجہ دلائی ہے اور آپ نے اُن کے مؤقف کو بغیر سنے اور بغیر حکومت سے جواب لئے بٹھا دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ انڈسٹری کا معاملہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے ضلع میں بھی یہی مسئلہ ہے اور ہزاروں لوگوں کا روزگار اس سے وابستہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ اس پر actionلیں۔

جناب سپیکر: اگر لاء منسٹر صاحب جواب دینا چاہیں تو دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اگر نہ دینا چاہیں تو نہ دیں۔

جناب سپیکر: جی، متعلقہ محکمہ کے وزیر کون ہیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا اضافی چارج میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے رانا منور غوث کی بات غور سے سن لی ہے تو اس پر اچھے طریقے سے عملدرآمد کرا دیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس پر بالکل بات ہوگی اور یقیناً اس سے پہلے مائنز اینڈ منرل پر جو auctionsیا دیگر معاملات ہوتے رہے ہم اُن کو از سر نو دیکھ رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میں نے requestکی ہے کہ auctionکے لئے صرف ڈی سی او یا محکمہ پر نہ چھوڑا

جائے۔اب اس کے لئے باقاعدہ طور پر کمیٹیاں بن رہی ہیں اور ہم زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے کہ اس میں کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے۔میں اپنے بھائی سے request کروں گا کہ یہ مجھے آکر بتادیں یا میں اِن کے پاس آجاؤں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہو گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! وہاں auction کا کوئی مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی کو کوئی اعتراض ہے کہ auction ٹھیک نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جو لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں وہ اُن کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے ہاؤس کی information کے لئے ضمناً یہ بات عرض کی ہے لہذا میرے بھائی تشریف لے آئیں، ہم اس پر بات کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ عمل ہو گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ auction کا کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ auctions اپنے وقت پر اور transparent طریقے سے ہو رہی ہیں اور جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں وہ اچھے طریقے سے auction کروا رہی ہیں۔ وہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ پہاڑیوں کا explosive بند کر دیا گیا ہے جس سے سارا کاروبار چلتا ہے اور حکومت کو income آتی ہے لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے سپیشل کمیٹی بنائیں جسے منسٹر صاحب Head کریں تاکہ یہ مسئلہ فوری طور پر حل ہو کیونکہ لاکھوں لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں۔ مزید ہزاروں کی تعداد میں لوگ چنیوٹ میں ہیں اور تقریباً 60 ہزار آدمی میرے حلقہ سرگودھا میں ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں ایک دفعہ پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہی ہم اس پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔اگر اس مسئلہ کو میں اور میرا محکمہ حل نہ کر سکا تو پھر یہ حق بجانب ہیں کہ کمیٹی بنے یا جو بھی فیصلہ ہو مگر پہلے ہمیں اس پر بات ضرور کر لینی چاہئے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کلر سیداں میں ادویات کی عدم دستیابی

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آج میرے حلقہ تحصیل کلر سیداں سے مجھے فون آئے ہیں کہ کسی ہسپتال میں کوئی دوائی نہیں مل رہی حتی کہ سرنجیں بھی میسر نہ ہیں۔ I would request through your good office to instruct Secretary Health کہ وہ وہاں پر ادویات کی تمام shortage کو پورا کریں کیونکہ وہاں کی عوام بہت مشکلات میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، صحت کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وہ اس وقت موجود نہیں ہیں لیکن ہم نے note کر لیا ہے اور جس چیز کی نشاندہی میرے بھائی نے کی ہے اُس کو check کر کے ensure کریں گے اور اُس پر action لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر فوری action کرائیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں میری یہ humble submission ہے کہ ادویات واقعی نہیں ہیں۔ جہاں پر انہوں نے عملے کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کنٹریکٹ پر سٹاف بھرتی کیا ہے چاہے وہ نرسیں ہیں یا درجہ چہارم کا سٹاف ہے اُن کو تین تین، چار چار مہینے تنخواہ ہی نہیں دیتے۔ جب اُن کا کنٹریکٹ expire ہو جاتا ہے تو پھر چھ چھ مہینے linger on کرتے ہیں اور پوری پوری شفٹوں میں اُن سے کام لیا جاتا ہے مگر معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ ICUs یا ایمرجنسی میں مریضوں کے لئے ادویات نہیں ہیں اور لواحقین کو رات 10 یا 12 بجے چٹیں دے کر کہا جاتا ہے کہ باہر سے دوائی لے کر آؤ۔ ICUs میں ECG کی ایسی مشینیں ہیں جن کے ساتھ leads ہی نہیں ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ صحت کے شعبہ میں یہ کس قسم کا relief ہے جو لوگوں کو دیا جارہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ اور لاء منسٹر صاحب کے حکم سے Assurance Committee میں already کرنل شبیر صاحب کا ہیلتھ سیکرٹری کے حوالے سے ایک معاملہ چل رہا ہے۔ اگر یہ Assurance Committee میں اس معاملے کو discuss کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں

welcome کروں گا کیونکہ میں نے تمام متعلقہ افسران بلائے ہیں۔ایڈیشنل ہیلتھ سیکرٹری، سیکشن آفیسر اور دوسرے متعلقہ افسران کو بھی کمیٹی میں بلایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ اس معاملے کو بھی آپ کی Assurance Committee میں join کر لیں گے۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ اِن کے اس معاملے کو Assurance Committee کو بھیج دیں ہم انہیں پورا adjust کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! THQ کھوٹہ میں بہت embezzlement ہوئی تھی جس حوالے سے انکوائری چل رہی ہے۔ میری request یہ ہے کہ وہاں پر لوگوں کو immediate relief چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے کہیں کہ وہ فوراً action لیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 880 چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل پیڈسٹرین برج کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی next session تک pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میری یہ تحریک التوائے کار بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ اس میں چونکہ محکمہ کی نالائقی کی وجہ سے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے محکمہ جواب بھی نہیں دے رہا۔ حالانکہ جس دن میں نے یہ تحریک پڑھی تھی اُس دن سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو یہاں پر موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کاپی بھی لی تھی اور کہا تھا کہ ہم اس کا فوری جواب دیں گے لیکن اس کے باوجود محکمہ pending کرانا چاہتا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگلا اجلاس شاید تین یا چار ماہ بعد ہو تب تک اس تحریک کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی لہذا براہِ مہربانی اس پر کوئی غور فرمائیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اس کا جلد جواب لے کر بتائیں اور انہیں بھی ساتھ بلا لیجئے گا۔یہ تحریک next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر925 ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی ہے جو آج کے لئے pending تھی۔جی،راناصاحب!

منڈی مویشیاں شیر شاہ ٹاؤن (ملتان) کی آمدنی میں حکومت کو کروڑوں روپے کے خسارے کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ٹاؤن میونسپل آفیسر شیر شاہ ٹاؤن ملتان سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ٹی ایم اے شیر شاہ ٹاؤن کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ منڈی مویشیاں ہے جس کا75 فیصد حصہ ملتان کے بقایا4 ٹی ایم اے میں برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔ برائے سال 2010-11 ٹھیکہ مویشیاں فرید خان کو دیا گیا لیکن کورٹ میں stay کی وجہ سے bid confirm نہ کی جا سکی اور departmental recoveries شروع کی گئیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ اوسطاً ماہانہ 23لاکھ 33ہزار روپے کی محکمانہ وصولیاں کی گئیں جو کہ سال 2010-11 میں ماہ فروری تک کل رقم ایک کروڑ 87لاکھ روپے وصول کی گئی ہے۔ٹی ایم اے نے محکمانہ وصولیوں میں مالی خسارہ تقریباً3 کروڑ6 لاکھ 47ہزار روپے اٹھایا ہے۔ڈی سی او کی رپورٹ پر ٹی ایم اے کے عملہ اور ذمہ دار افسران کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے جو زیرِ تفتیش ہے۔ بہر حال نئے تحصیل میونسپل آفیسر اور تحصیل آفیسر (فنانس) کی کاوشوں کی وجہ سے مارچ2011 میں محکمانہ وصولی34 لاکھ 66ہزار روپے ہوئی۔اسی طرح ماہ جون میں ہفتہ وار آمدن 17 لاکھ 85ہزار روپے متوقع ہے۔سابقاً ٹی ایم اے اور عملہ کی جگہ charge نئے لوگوں کو دیا گیا ہے جن کی کاوشوں کی وجہ سے سال2011-12 میں منڈی مویشیاں8 کروڑ11 لاکھ روپے میں ٹھیکے پر دی جانے کی bid وصول ہوئی ہے اور competent authority کی منظوری کے بعد charge high bidder کو دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر937/11 نگہت شیخ صاحبہ کی ہے جس کا جواب راناصاحب آپ نے دینا ہے۔

پی ایچ اے کی طرف سے زمین کی لیز میں متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے کہ Parks & Horticultural Authority Lahore Development of City Act 1976 کے تحت قائم کی گئی۔ مذکورہ قانون میں کوئی ایسی شق شامل نہیں ہے کہ پی ایچ اے لاہور کے زیر انتظام پارک میں کوئی ٹھیکہ نہیں دیا جا سکتا۔ جہاں تک نیشنل بنک پارک میں ٹھیکہ جات allot کرنے کا معاملہ ہے تو پی ایچ اے کے وجود میں آنے پر اس کی مالی حالت انتہائی خراب تھی Y پارک کی دیکھ بھال اور فنڈ حاصل کرنے کے لئے تین ٹھیکہ جات دیئے گئے تھے جن کی مدت پوری ہونے پر ختم کر دیئے جائیں گے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ پی ایچ اے نے ان معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے پر پہلے ہی مذکورہ ٹھیکیدار کو نیشنل بنک پارک سے اپنا کاروبار ختم کرنے کا نوٹس جاری کر دیا ہے اور ان ٹھیکیداروں نے مجاز عدالت سے حکم امتناعی لے رکھا ہے اور عدالتی حکم کے مطابق سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو ثالث مقرر کیا گیا ہے۔ فیصلہ آنے پر ان کے ساتھ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف نہیں رکھتیں اور not pressed تو پھر اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 939/11 ڈاکٹر فائزہ اصغر، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ حمیرا اویس شاہد اور محترمہ انبساط حامد کی طرف سے ہے۔ جی، پڑھیں۔

سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں مفت ٹیسٹوں کی سہولت کو ختم کرنا

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ خبریں لاہور مورخہ 26-05-11 کے مطابق لاہور کے سر گنگا رام ہسپتال میں مفت ٹیسٹوں کی سہولت عملاً ختم کر دی گئی ہے جس کے باعث مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ تمام ٹیسٹوں کے rates مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ انتظامیہ نے ایکسرے تک کے بھی charges لینا شروع کر دیئے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شہریوں کے علاج معالجہ کی مفت سہولت فراہم کرنے کی ہدایات دے رکھی ہیں لیکن سر گنگا رام ہسپتال میں انتظامیہ نے ان احکامات

کو کوئی اہمیت نہیں دی اور اپنی من مانیوں پر عمل پیرا ہے۔ بااثر لوگوں کو تو سہولت دی جا رہی ہے بقیہ مریضوں کو پرائیویٹ لیبارٹریز کی طرف رخ کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ انتظامیہ کے اس طرز عمل سے مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے بہت مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اور مریضوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لواحقین نے حکام سے اپیل کی ہے کہ فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے سر گنگا رام ہسپتال میں مفت ٹیسٹ کی سہولت فراہم کی جائے تاکہ غریبوں کی مشکلات کا کچھ تو ازالہ ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس تحریک کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 939/11 جو اخباری خبر کی بنیاد پر ہے جس سے محکمہ کا اتفاق نہیں ہے۔ محکمہ اور سر گنگا رام ہسپتال کی انتظامیہ کا جواب ہے کہ سر گنگا رام ہسپتال کی ایمر جنسی اور وارڈز میں داخل مریضوں کو تمام ٹیسٹوں کی مفت سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ مزید برآں ایکسرے اور لیبارٹری ٹیسٹ کی سہولت مستحق مریضوں کو آؤٹ ڈور میں بھی حاصل ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 956/11 سیدہ ماجدہ زیدی، انجینئر شہزاد الٰہی، جناب طاہر اقبال سندھو کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری محمد طارق گجر، حاجی محمد اسحاق اور جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 964/11 میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) اور جناب محمد حفیظ اختر چودھری کی ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1043/11 شیخ علاؤالدین کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1044/11 بھی شیخ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 1050/11 بھی شیخ صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1050/11 بھی شیخ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 1066/11 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھیں۔

وفاق سے صوبہ کو منتقل ہونے والا محکمہ نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ کے ملازمین کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت وفاق کی طرف سے صوبوں کو مختلف وزارتوں کے اب تک اٹھارہ محکمے منتقل کئے جا چکے ہیں۔ جن میں ایک محکمہ نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ (NCHD.) بھی شامل ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس وقت NCHD کے تین پروگرام چل رہے ہیں، جو یہ ہیں:

1. یونیورسل پرائمری ایجوکیشن (Universal Primary Education)
2. لٹریسی پروگرام (Adult Literacy)
3. ولینٹرزیز کمیونٹی ڈویلپمنٹ (Volunteerism for Community Development)

ان پروگرامز میں UPE میں 12 ہزار فیڈر سکول ہیں اور ان میں 3 لاکھ 60 ہزار طالب علم مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان سکولوں میں ایسے بچے جو کسی وجہ سے سکول چھوڑ جاتے ہیں ان کے والدین کو قائل کر کے دوبارہ واپس لایا جاتا ہے اور ان کو تعلیم دی جاتی ہے۔ معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے سرکاری اساتذہ کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ لٹریسی پروگرام میں چار ہزار سنٹر بنائے گئے ہیں جن میں ایک لاکھ سے زائد اَن پڑھ افراد کو مفت تعلیم دی جا رہی ہے اور ان کے ہمراہ ان کے چھوٹے بچے بھی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور VCD کے تحت ہر گاؤں کی سطح پر ہر سکول میں رضاکار بھرتی کئے گئے ہیں جو بطور volunteer اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اس وقت NCHD میں 15 ہزار افراد کا روزگار وابستہ ہے جن میں ٹیچر اور سٹاف شامل ہیں۔ حکومت پنجاب پچھلے پانچ ماہ سے فیڈر سکول کے ٹیچروں اور دو ماہ سے سٹاف کو تنخواہیں نہیں دے رہی ہے۔ اب یہ خبریں سنائی دے رہی ہیں کہ حکومت پنجاب NCHD کے محکمہ کو قبول کرنے کو تیار ہے اور نہ ہی ان کے ملازمین کو تنخواہیں دینے کو تیار ہے۔ اس طرح اس محکمہ کے ملازمین جن کی تعداد پندرہ ہزار ہے ان کا روزگار متاثر ہونے کا اندیشہ ہے اور صوبہ پنجاب میں چلنے والے تینوں programmes بند ہو

جانے سے 12ہزار فیڈر سکولوں میں 3لاکھ 60ہزار بچے زیورِ تعلیم سے محروم ہو جائیں گے۔4ہزار لٹریسی سنٹر میں پڑھنے والے ایک لاکھ افراد متاثر ہوں گے۔اٹھارہویں ترمیم کی روشنی میں جیسا کہ کہا گیاہے کہ:

Up to 30th June implementation of 18th amendment will automatically be done, no employee will be laid off.

اب حکومت پنجاب اس کی پابند ہے کہ وہ کسی ملازم کو lay off نہیں کر سکتی۔ حکومت NCHD کو قبول کرے اور اس محکمہ کے فنڈز بحال کر کے ملازمین کو تنخواہیں دینے کے احکامات جاری کئے جائیں۔ تنخواہیں نہ ملنے کے باعث ملازمین، ان کے اہلخانہ میں سخت بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے اسمبلی دخل اندازی کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس کا جواب میرے پاس موجود ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔اس تحریک التوائے کار کا نمبر 1066/11 ہے۔اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت وفاق کی طرف سے صوبوں کو مختلف وزارتیں اور محکمے منتقل کئے گئے ہیں۔اس سلسلے میں حکومت پاکستان کیبنٹ سیکرٹریٹ نے مورخہ 31-03-2011 کو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس کے مطابق National Commission for Human Development صوبوں کو منتقل نہیں کیا گیاہے۔یہ ابھی تک ایک وفاقی ادارہ ہے لہذا اس کے ملازمین کی تنخواہیں، مراعات اور ملازمت سے متعلقہ دوسرے امور کی ذمہ داری ابھی تک وفاقی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!صوبہ سندھ میں ان کو باقاعدہ طور پر قبول کیا گیاہے۔یہ محکمے وفاق کی طرف سے ان کو دیئے گئے ہیں لہذا پنجاب میں بھی ہمارے کافی اساتذہ کرام جن کی تعلیم ایم اے ہے اگر ان حالات میں ان کو فارغ کیا جائے گا، چونکہ وہ لوگ overage ہو چکے ہیں اس لئے وہ کسی دوسرے محکمے میں دوبارہ ملازمت حاصل نہیں کر سکتے۔اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں تو ہم ان کو صوبہ سندھ کا ریکارڈ دے دیں گے کہ انہیں صوبہ سندھ میں قبول کیا گیاہے۔

معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ کی مہربانی، آپ rule 86 پڑھ لیں۔ چونکہ یہ ابھی صوبے کو منتقل نہیں ہوا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ بہت شکریہ۔

اب میں سیکرٹری اسمبلی کو کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے رخصت کی 25 درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ پہلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے کی طرف سے مورخہ 29۔مارچ 2011 کو موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"ادب سے گزارش ہے کہ میں جمعہ والے دن مورخہ 25۔مارچ 2011 کو مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی attend نہیں کر سکی۔ براہِ مہربانی میری بروز جمعہ کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ طیبہ ضمیر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ طیبہ ضمیر ایم پی اے کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں چند مصروفیات کی بنا پر 21 تا 28۔مارچ 2011 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکی۔ میری رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ لیلیٰ مقدس

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ لیلیٰ مقدس ایم پی اے کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I beg to state that due to some personal reasons, I could not attend the Assembly Session on following dates 14th,17th,21st,28th and 29th March, 2011.Kindly grant me leave for these days. I shall be grateful. "

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت نامنظور ہوئی)

چودھری فیاض احمد وڑائچ

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری فیاض احمد وڑائچ، ایم پی اے کی طرف سے مورخہ 23-مارچ2011 کو موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں نجی دورے پر بیرون ملک ہوں اس لئے موجودہ اسمبلی اجلاس میں مورخہ 11- مارچ 2011 سے جاری تک شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی فرما کر مجھے 11-مارچ تا اختتام اجلاس رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست ملک محمد نواز، ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں اس لئے مورخہ 14-اپریل 2011 سے شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ براہِ کرم میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب غلام حبیب اعوان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب غلام حبیب اعوان، ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں مورخہ 12-اپریل 2011 سے عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جا رہا ہوں اور مورخہ 26-اپریل 2011 کو واپس آؤں گا اس لئے اسی دوران ہونے والے اسمبلی کے اجلاس کی حاضری سے رخصت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر اسد معظم

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست ڈاکٹر اسد معظم، ایم پی اے کی طرف سے بذریعہ ای میل مورخہ 25-اپریل کو موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"May I bring to your notice that I am currently out of country for medical reasons. I, therefore, will not be able to attend for the coming session. You are, therefore, requested to grant me leave for 25th session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار کامل علی گجر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست سردار کامل علی گجر، ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب نے اسلام آباد بلایا ہے جس کی وجہ سے میں session میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر 25-اپریل 2011 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ندیم خادم

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری ندیم خادم، ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیاہے۔

"گزارش ہے کہ مجھے حلقہ میں ضروری کام ہے جس کی وجہ سے میں session میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر 25۔اپریل2011 کی رخصت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست میاں محمد رفیق،ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیاہے کہ:

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ Farmer Organization کا الیکشن 26-4-2011 کو منعقد ہو رہاہے۔ میں بھی ایک کھال کمیٹی کا چیئرمین ہوں بلحاظ عہدہ ووٹر بھی ہوں۔FO کے الیکشن میں ووٹ کاسٹ کرنے کی وجہ سے میں اسمبلی اجلاس میں مورخہ 25۔اپریل2011 کو شرکت نہیں کر سکتا۔ لہذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری محمد ارشد، ایم پی اے، پی پی۔225 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے نجی مصروفیت کی بنا پر انگلینڈ جانا پڑ رہا ہے اس لئے مجھے مورخہ 20۔اپریل تا 10۔ مئی 2011 تک 21 یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ندیم خادم

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری ندیم خادم، ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے اپنے حلقہ میں ضروری کام ہے جس کی وجہ سے میں session میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر 22۔ مئی 2011 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"ہمیں آزاد کشمیر الیکشن کے سلسلہ میں گوجرانوالہ سے اسلام آباد میں میٹنگ میں طلب کیا گیا ہے۔ براہِ مہربانی ایک دن مورخہ 14۔ جون 2011 کی چھٹی عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں نصیر احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں نصیر احمد ایم پی اے پی پی۔155 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"مجھے آج مورخہ 14۔جون 2011 کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہے جس کی بنا پر میں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یسٰین سوہل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یسٰین سوہل ایم پی اے پی پی156 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں آج مورخہ 14۔جون 2011 کو ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) ایم پی اے، پی پی۔165 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ زیر دستخطی عمرہ کی ادائیگی کے لئے 10 سے 14۔جون 2011
تک سعودی عرب جارہا ہوں جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔
رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، پی پی۔73 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"مجھے ایک ضروری کام کے لئے کل مورخہ 17۔جون 2011 کو لاہور سے باہر
جانا ہے۔اس دن میں اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔رخصت منظور
فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ طیبہ ضمیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ طیبہ ضمیر ایم پی اے ڈبلیو۔298 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ 13 سے 15۔جون 2011 کو بسلسلہ ضروری کام لاہور دفاتر
اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی۔رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

MAJOR (RETD) ZULFIQAR ALI GONDAL: I would like to ask Law Minister through the Chair what is the definition of encroachment because what is happening in Punjab today…

جناب سپیکر: میں جو کام کر رہا ہوں پہلے مجھے وہ کام کرنے دیں اس کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔ جی، سیکرٹری صاحب!

محترمہ نسیم لودھی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نسیم لودھی ایم پی اے ڈبلیو332 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"With due respect I beg to state that I may be given one day's leave on June 20, 2011"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"زیر دستخطی اجلاس منعقدہ 20۔جون 2011 میں شرکت نہیں کر سکا ہوں۔ پٹرول پمپوں پر پٹرول کی شدید قلت تھی، کوئی درجن بھر پٹرول پمپوں سے خوار ہو کر سو سو، دو دو سو کا پٹرول اکٹھا کرتے ہوئے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ بوجہ آپ سے درخواست ہے کہ اجلاس منعقدہ 20۔جون 2011 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ زیب جعفر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب جعفر ایم پی اے ڈبلیو۔298 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is to state that I had been on foreign visit due to some essential domestic engagement and recently I could not

attend the Assembly session from 10th to 21st June, 2011.

It is requested for the leave."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، پی پی۔73 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بندہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مورخہ 11۔مئی2011 سے یکم جون2011 تک سعودی عرب کے سفر پر رہا۔ اس عرصہ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نفیسہ امین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نفیسہ امین ایم پی اے ڈبلیو۔301 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ ضروری کام سیشن میں حاضر نہیں ہو سکی۔ مہربانی فرما کر 10،13،14۔جون2011 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ آج میری ایک sister in law کی شوکت خانم ہسپتال میں investigation کی appointment تھی ایک بجے فارغ ہو کر زیر دستخطی اسمبلی پہنچا تو تقریباً ڈیڑھ بجے اجلاس ملتوی ہو گیا تھا۔ لہذا اس یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ لیلیٰ مقدس

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ لیلیٰ مقدس ایم پی اے، ڈبلیو۔322 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"With due respect it is stated that I could not attend the Assembly session on following dates 13,14,15,20,21, 22 June 2011. Kindly grant me leave for these days. I shall be grateful. "

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

MAJOR (RETD) ZULFIQAR ALI GONDAL: Sir, I want to ask Law Minister, what is the definition of encroachment? Because today in whole of Punjab, the civil administration

وہ ریڑھی بان کو تنگ کر رہے ہیں اور جو actually encroachment ہوئی ہے وہاں پر کوئی نہیں جا رہا ہے بلکہ جتنے بھی دہاڑی کمانے والے مزدور ہیں ان پر انہوں نے سختی کی ہوئی ہے ان کو جو پیسے دیتا ہے وہاں پر ان کو ریڑھی لگانے دیتے ہیں یا جب وہ شام کو اپنا کاروبار ختم کر کے ریڑھی کسی جگہ پر کھڑی کرتے ہیں تو وہ اس کی ریڑھی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور پھر اس پر جرمانہ کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے

لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ what is the definition of encroachment اور کیا کیا چیزیں اس encroachment میں آتی ہیں؟ یہ ریڑھی بان جو روزانہ کی روزی کماتے ہیں ان کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے اور ان کے لئے کوئی جگہ designate کی جائے جہاں پر یہ لوگ اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی کما سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ رانا صاحب! آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ What do you mean by encroachment? آپ ذرا ان کو encroachment کے بارے میں سمجھا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس سلسلے میں specific violence کسی جگہ پر ہوئی ہے تو کرنل صاحب مجھے زبانی یا تحریری طور پر جو طریق کار ہے اس کے مطابق کوئی تحریر جمع کرا دیں۔ اگر کسی جگہ پر District administration نے تجاوز کیا ہے تو اس معاملے کو resolve کرا دیا جائے گا۔ باقی encroachment کا مطلب encroachment ہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ procedures میں نہ پڑیں۔ تحریک التوائے کار بھی آ جائے گی۔ But that will be in next session. We should talk to the people اور وہاں پر لوگوں سے کہیں اور اس پر فوری آرڈر کریں کیونکہ وہ لوگ ان کو جو تنگ کر رہے ہیں کم از کم وہ نہ کریں۔

جناب سپیکر: چلیں! انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے جو کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اگر تھوڑا سا مجھے آپ پڑھنے دیتے تو آپ کے لئے بھی آسانی ہوتی اور میرے لئے بھی آسانی ہوتی لیکن آگے آپ کی مرضی ہے کیونکہ آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر بابت سال 11-2010 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 مطالبہ زر پر بحث اور رائے شماری" اب ہم ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ سال 11-2010 کے ضمنی بجٹ مطالبات زر کی تعداد 41 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 41 مطالبات زر میں سے تین مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ نمبر 18 "ریلیف"، مطالبہ نمبر 8 "پولیس" اور مطالبہ نمبر 21 "متفرقات" cut motion کے ذریعے ضمنی مطالبات زر پر کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

راجہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے اور اس کے بعد میں وزیر خزانہ کو کہوں گا کہ وہ مطالبہ نمبر 18 پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ پرسوں آزاد کشمیر میں الیکشن ہوئے اور اس الیکشن میں آزاد کشمیر کی عوام نے ایک دفعہ پھر جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید کا جو منشور ہے اس کے حق میں فیصلہ دیا، پاکستان پیپلز پارٹی واضح اکثریت سے کشمیر میں کامیاب ہوئی اور مسلم لیگ (ن) کو بری طرح کشمیر کی عوام نے reject کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ان کی بات سُنی جائے۔ پھر آپ جواب دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ انتہائی زیادتی ہے۔ اگر اب راجہ صاحب کی بات پر کسی آدمی نے ان کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، یہ میرا کام ہے میں خود کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کو تمیز ہی نہیں ہے کہ جب کوئی آدمی بات کر رہا ہو تو کیسے سُنتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں خود کروں گا۔ آپ مہربانی کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:ان میں بات سُننے کا حوصلہ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ سُنتے ہیں، وہ بات سُنیں گے۔آپ ان کی بات سُنیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ان کا اپنا کوئی vision ہی نہیں ہے۔کوئی آدمی بات کر رہا ہوتا ہے تو یہ اسے interrupt کرتے ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر!ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرایا جائے،ان کو Rules and Regulations کے مطابق بات کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، اُن کو پتا ہونا چاہیئے،آپ کو بھی پتا ہونا چاہیئے۔Rules and Regulations آپ سب کے پاس ہیں،آپ پڑھ سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کشمیر کے عوام نے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. No interruption.

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میاں نواز شریف صاحب نے کشمیر میں کافی جلسے کئے اور انہیں پوری اُمید تھی۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: میاں نواز شریف زندہ باد۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، مناسب نہیں ہے۔میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ خاموش رہیں،ان کو بات کرنے دی جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):انہیں پوری اُمید تھی کہ اس الیکشن سے جو رزلٹ آئے گا اس سے آئندہ پاکستان کی جو سیاست ہے اس میں مسلم لیگ (ن)کا قد بڑھے گا اور مستقبل میں میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم کے لئے شاید اس ملک میں منتخب ہو سکیں۔

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور): مسلم لیگ(ن)کا قد بڑھا ہے۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): لیکن کشمیر کے نتیجے کے بعد مسلم لیگ(ن)کی چارپائی اُلٹ گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"دھاندلی، دھاندلی" اور "جیئے بھٹو، جیئے بھٹو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: ان کی بھی سُنیں۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ سُننے کا حوصلہ پیدا کیجئے اور اس کا جواب آپ طریقے سے دیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): مسلم لیگ (ن) کی جو اُمیدیں تھیں ان پر پانی پھر گیا اور۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ٹیلیفون کن کا ہے؟ بند کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: راجہ صاحب کا ہے، راجہ صاحب کا اپنا موبائل ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اب مسلم لیگ (ن) کو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا ہے اور انہوں نے اس پریشانی میں بولنا ہی بولنا ہے اور تھوڑے دِنوں تک یہ چیخیں گے۔ ابھی ان کو پہلا trailer نظر آیا ہے، ابھی ان کو اور بڑے trailers نظر آنے ہیں پھر یہ چیخیں ماریں گے اور یہ [***] بھاگیں گے جو آج مسلم لیگ (ن) کے بہت متوالے بنتے ہیں یہ ہمارے پیچھے پیچھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں آپ کچھ خیال کریں۔ کسی معزز ممبر کو آپ ایسے نہ پکاریں، آپ کی مہربانی۔ میں آپ سے request کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! [*****] میں ان کو [***] کیوں نہ کہوں؟

جناب سپیکر: آپ بھی میرے لئے معزز ہیں وہ بھی میرے لئے معزز ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں جو سائیکل کے نشان پر جیتے ہیں اور جنہوں نے اپنی ہمدردیاں لالچ، خوف اور مفاد کے لئے بدلی ہیں میں ان کو [***] کہوں گا۔ راناثناء اللہ بھی ان کو [***] کہے گا کیونکہ میں نے اور انہوں نے مل کر یہاں پر بیٹھ کر جنہوں نے ہمدردیاں بدلی ہیں ان کو [***] کہا ہے۔ آج بھی راناثناء اللہ ان کو [***] کہے گا اور میں بھی کہوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کل بھی [***] تھا، آج بھی [***] ہے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: مناسب نہیں ہے، آپ interruption نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "[*****]" نعرہ بازی)

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ جی، آپ جلدی بات کریں پلیز۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1103 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: یہ لیلیٰ مقدس کو کیا کہیں گے، [********]؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: انہوں نے [***] خریدنے کی بہت کوشش کی تھی مگر ان کی طرف کوئی آیا ہی نہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ پریشانی کے عالم میں ہیں اور آزاد کشمیر کے الیکشن میں ان کو جو شکست ہوئی ہے [**********] یہ بوکھلاہٹ میں اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں---

حاجی ذوالفقار علی: دھاندلی ہوئی ہے، سب جعلی ووٹ تھے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاہور میں صرف سات پولنگ سٹیشن تھے اور پوری پنجاب حکومت لاہور کے سات پولنگ سٹیشن کنٹرول نہیں کر سکی اور سازش کے تحت یہاں پولنگ سٹیشن پر مسلم لیگ (ن) کے---

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی، ان کو بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"دیکھو دیکھو کون آیا۔ لوٹا آیا، لوٹا آیا" کی نعرہ بازی)

راجہ صاحب! میرے خیال میں جو بات ہو گئی بہت ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جب نیشنل اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر بات کرتے ہیں تو کوئی مداخلت نہیں کرتا، یہ ہاؤس کا decorum ہے۔ وہ اپنی turn پر ضرور جواب دیں۔ اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں ان کی بات کو سُنا جائے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سُن لیا ہے، مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی تو میں بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: ابھی آپ نے کوئی اور بات کرنی ہے؟ یہ مطالبات زر آپ کے ہی ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ہم نے آپ سے کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے اور ہم نے بھی اس کو support کرنا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، ان کو بات کرنے دیں۔ ابھی میں نے آپ کو floor نہیں دیا، آپ کی مہربانی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ floor دیتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جو بات کرنی ہے۔ جلدی جلدی کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ حکم کریں تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر آپ حکم کریں کہ آپ بات نہ کریں تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بات کریں جو relevant بات ہے وہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جو رزلٹ ہے اور جس طرح پنجاب میں دھاندلی کی گئی ہے اور مسلم لیگ (ن) کو جو شکست ہوئی ہے، یہ آج میری بات لکھ لیں کہ پنجاب میں یہ شکست انشاء اللہ، جس طرح یہ بے چارے حکومت چلا رہے ہیں، مجھے دُکھ لگتا ہے۔ وہ ڈاکٹر توقیر گیٹ پر

کھڑا ہے اور ان کی اوقات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی مجھے ابھی باہر جا کر دکھائے وہ گیٹ پر کھڑا ہوا ہے۔وہ 19 گریڈ کا آدمی اور یہ منتخب نمائندے۔ان منتخب نمائندوں کو روکنے کے لئے ایک 19 گریڈ کا آدمی گیٹ پر کھڑا ہے۔ظلم دیکھیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کو کس طرح شرم آئے گی؟

جناب سپیکر: ہر آدمی کو اپنی اپنی ڈیوٹی کرنی چاہئے، یہ کون سی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کی اوقات یہ ہے کہ ایک 19 گریڈ کا آدمی چاہے تو یہ اسمبلی سے باہر جا سکتے ہیں اور چاہے تو نہیں جا سکتے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر، آرڈر پلیز۔ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جس طرح کشمیر میں ان کی منجی اُلٹی کی ہے انشاء اللہ پنجاب میں بھی ان کی منجی اُلٹی کریں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جو آپ کر سکتے ہیں وہ کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ ریاض صاحب گفتگو فرما رہے تھے لیکن میں on the floor of the House ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آزاد کشمیر کے اندر پیپلز پارٹی الیکشن نہیں جیتی ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں نے ان کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بات کرنے کے لئے کھڑے ہیں ان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے بات نہیں کرنے دوں گا۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پیپلز پارٹی الیکشن نہیں جیتی۔ فیڈرل گورنمنٹ نے طاقت اور دھاندلی کے ذریعے یہ ایک ڈرامہ کیا ہے اگر میں ایک حلقہ سے شروع کروں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے، ان کو بات کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی جا رہی؟ انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر ایسے کریں گے تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارا ممبر کھڑا ہے اس کو بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! LA-27 آزاد کشمیر کا ایک حلقہ ہے، ایک حلقہ کے اندر فیڈرل گورنمنٹ نے سات ہزار جعلی ووٹ بنائے نادرا کی گاڑی ایک ایک گاؤں میں گئی ہے۔ سات ہزار ووٹ LA-27 کے ایک حلقے میں بنوائے۔ جعلی vote cast کرا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم جیت گئے ہیں۔ ان چیزوں کو ایسے گڈ مڈ نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف سید حسن مرتضیٰ، محترمہ سفینہ صائمہ کھر،
رائے محمد اسلم خان، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کھڑے ہو گئے
اور احتجاج کرنے لگے کہ جناب جاوید حسن گجر کو بات کرنے کا موقع دیا جائے)

جناب سپیکر: مجھے ہیڈ فون دیں، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): یہ جیتیں ہیں تو یہ اس illegal activity میں involved ہیں یہ بھول جائیں کہ پاکستان کے اندر، آزاد کشمیر کے اندر پیپلز پارٹی کا آنے والے ٹائم میں کوئی وجود برقرار رہے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، This is no way. آپ ان کی بات سُنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order, both sides no point of order.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کو پتا ہونا چاہئے کہ وفاقی حکومت کی انتخابات میں دھاندلی کی وجہ سے گورنر سندھ نے ان کے خلاف استعفیٰ دے دیا ہے کہ انہوں نے سرعام دھاندلی کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں کہ یہ وہ الفاظ استعمال کریں جو ان کے لئے بہتر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ دھاندلی سے جیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے مطالبات پڑھنے دیں۔ (قطع کلامیاں) رانا صاحب کا mike بند کریں، مہربانی کریں۔ اب میں وزیر خزانہ سے کہتا ہوں کہ وہ مطالبہ زر نمبر18 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر18

وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

> "ایک ضمنی رقم جو7۔ارب22کروڑ48لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو7۔ارب22کروڑ48لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

اس میں cut motion مندرجہ ذیل افراد کی طرف سے مخالفت ہوئی ہے۔لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان، راجہ طارق کیانی، جناب شاہان ملک، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا، رائے محمد شاہجہان خان، جناب قاسم ضیاء ڈاکٹر اسد معظم ، سید حسن مرتضیٰ، حاجی محمد اسحاق، محترمہ نیلم جبار چودھری، چودھری محمد طارق گجر، جناب قیصر اقبال سندھو، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب آصف بشیر بھاگٹ، میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل، چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ)، جناب تنویر الاسلام، جناب فاروق یوسف گھرکی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، رائے محمد اسلم خان، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ روبینہ شاہین وٹو، جناب محمد اشرف خان سوہنا، ملک محمد عامر ڈوگر، سید ناظم حسین شاہ، جناب احمد حسین ڈیہر، ڈاکٹر محمد اختر ملک، سید احمد مجتبیٰ گیلانی، رانا بابر حسین، جناب محمد جمیل شاہ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، جناب شہزاد سعید چیمہ، سردار خالد سلیم بھٹی، ملک نوشیر خان لنگڑیال، سردار اطہر حسن خان گورچانی، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب افتخار علی کھیتران، صاحبزادہ محمد گزین عباسی، جناب شاہ رخ ملک، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، میاں محمد علی لالیکا، چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ)، کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد، مخدوم محمد ارتضیٰ، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، سید عبدالقادر گیلانی، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ سفینہ صائمہ کھر، ڈاکٹر آمنہ بٹر، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ)، جناب پرویز رفیق ، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ ، جناب محمد محسن خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب ، ملک اقبال احمد لنگڑیال ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، کرنل(ریٹائرڈ)محمد عباس چودھری، جناب منور حسین منج، جناب محمد یار ہراج، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار

عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔ جی، پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے میں گزارش کروں گا۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت حکومتی ممبران کی تعداد 93 کے قریب ہے۔ بے شک ہم نے آپ کو support کرنا ہے لیکن اس وقت بھی آپ گنتی کرا لیں موجود حکومتی ممبران کی تعداد 93 سے زیادہ نہیں ہے۔ جو لوگ نہیں آئے اس بارے میں انہیں سوچنا چاہئے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اتنے ٹیلی فون اور سختی کے بعد بھی لوگ کیوں نہیں آ رہے؟ یہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے، میں صرف اس کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"7-ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 ریلیف کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"7-ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 ریلیف کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سپلیمنٹری بجٹ کو اگر دیکھا جائے تو حکومت کی ناکامیوں کا ایک ثبوت ہوتا ہے۔ جب سالانہ بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس میں حکومت کے تمام محکمہ جات سے ان کی plannings لی جاتی ہیں لیکن پورا سال اس پر عمل نہ کرنا اور اس کے بعد

ضمنی بجٹ کا پیش کر دینا اس سے حکومت کی ان ناکامیوں اور خامیوں کی نشاندہی ہوتی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ حکومت کی mismanagement ہے۔ حکومت کی proper planning نہیں ہے اور حکومت کے پاس کوئی ایسا manager بھی نہیں ہے جو اس کی حکمت عملی کو بہتر بنا کر سالانہ بجٹ پیش کر سکے۔ یہ رقم جو ریلیف کی مد میں رکھی گئی ہے اگر دیکھا جائے تو اس مد میں 2010-11 کے سالانہ بجٹ میں صرف 2 کروڑ 59 لاکھ 72 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ جب ضمنی بجٹ پیش ہوا تو پتا چلا کہ 7۔ ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے کی رقم انہوں نے خرچ کی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خاصی بڑی رقم ریلیف کی مد میں دی گئی۔ یہ ضرور ہے کہ بسلسلہ flood رقم خرچ کی گئی لیکن اس سے پہلے محکمہ موسمیات اور MET Division نے یہ پشین گوئی کی تھی اور یہ واضح کیا گیا تھا کہ اس سال flood آئیں گے۔ حکومتوں کو اس کی properly اور timely planning کرنی چاہئے تھی لیکن اس کی proper planning نہیں کی گئی، جلد بازی میں سالانہ بجٹ میں کٹوتیاں لگائی گئیں جس سے سالانہ بجٹ کی شکل ہی بگڑ گئی۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام جس میں بڑے دعوے کئے گئے تھے کہ یہ بڑا بھاری ADP ہے اس کو کم کر دیا گیا اور اس پر cut لگا دیا گیا۔ اس سال بھی انہوں نے اس مد میں کوئی رقم نہیں رکھی، اگلے سال کا جب ضمنی بجٹ آئے گا اس وقت بھی ان کی یہی planning نظر آئے گی اور ان کے قول و فعل میں اسی طرح تضاد نظر آئے گا۔ میری ان سے یہی گزارش ہے کہ اس کو غور سے دیکھیں کم از کم اپنی management کو بہتر کر لیں۔ ایسے managers رکھیں جو ان کو بہتر guide کریں تاکہ صوبے میں financial crisis نہ آئیں۔ دیکھا جائے تو 6۔ ارب 9 کروڑ 23 لاکھ روپے متاثرین سیلاب کو دیا گیا لیکن ان لوگوں کو بھی مکمل ریلیف نہیں مل سکا۔ راجن پور کے متاثرین سیلاب کے لئے 15 کروڑ روپے رکھے گئے جو کہ بہت کم تھے جس کی وجہ سے وہاں پر بھی لوگوں کو مکمل ریلیف نہیں مل سکا اور لوگ روٹی کو بھی ترستے رہے۔ حکومت پنجاب نے اپنے DOR کے ذریعے، پٹواریوں کے ذریعے یہ چیزیں تقسیم کیں اور جو رقم ان سے بچی وہ اپنے کارکنان مسلم لیگ (ن) کے ذریعے متاثرین کو دی گئی یہاں تک کہ جلد بازی میں 42 کروڑ روپے سے ٹینٹوں کی خریداری کی گئی ان کی مہنگی quotations لی گئیں اور وہ بازار سے مہنگے خریدے گئے۔ میڈیا پر بھی اس کی ساری عکس بندی ہوئی ہے کہ وہاں پر متاثرین کو ٹینٹ تک نہیں مل سکے، انہیں اور ان کے بچوں کو مجبوراً گرمیوں میں دھوپ میں اور سردیوں میں کھلے آسمان کے نیچے رہنا پڑا۔ محکمہ ریونیو کا مکمل قبضہ رہا اور وہ اپنی من مانی کرتا رہا اس وجہ سے لوگوں کو مکمل ریلیف نہ مل سکا -ان سے تو کچھ NGOs اور وفاقی حکومت نے بہتر ریلیف دیا،

انہیں بیرونی امداد بھی ملی لیکن اس کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے یہ رقم mismanage کی اور اسے صحیح معنوں میں حقدار تک نہیں پہنچایا جا سکا۔اگر دیکھا جائے تو اشتہارات اور پبلسٹی کی مد میں ایک کروڑ65لاکھ روپیہ خرچ کر دیا گیا۔یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ اپنی دکان کی مشہوری کی جاتی رہی اور اس پر ایک کروڑ65لاکھ روپیہ اشتہارات کی مد میں دیا گیا اور لوگوں کو بتایا گیا کہ ہم یہ جا رہے ہیں، ہیلی کاپٹر کا استعمال کیا گیا اور جگہ جگہ اپنی دکانداری بنائی گئی، میڈیا میں بھی خادم اعلیٰ اپنے آپ کو برملا دکھاتے رہے کہ شاید ہم بہت زیادہ ریلیف پہنچا رہے ہیں لیکن دیکھا جائے تو عوام کو ان کی بجائے NGOs سے زیادہ بہتر ریلیف ملا اور انہوں نے حکومت پنجاب سے کہیں بہتر کام کیا۔

جناب سپیکر!اگر ان کی اتنی ہی بہتری ہے تو ایک سال ہونے کو ہے لیکن ابھی تک انہوں نے لوگوں کو مکمل ریلیف نہیں دیا،آج بھی لوگ سکولوں میں پناہ لئے بیٹھے ہیں، لاکھوں بچے آج بھی اپنے گھروں سے بے گھر ہیں اور ان کے گھر تک تعمیر نہیں کئے گئے۔اخبارات اور میڈیا میں تشہیر کی گئی کہ ماڈل ویلج بنایا گیا لیکن اس کی کوئی چیز واضح نہیں آئی یہاں تک کہ اس کی services کے لئے دو کروڑ 16لاکھ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی لیکن ماڈل ویلج کا جو تاثر تھا اور جو وجود آنا چاہئے تھا وہ نہ آ سکا۔انہوں نے ایک ضلع میں ماڈل ویلج بنا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ہم نے پورے پنجاب میں فلڈ سے متاثرین کو ریلیف دے دیا ہے جبکہ متاثرین تو کئی گنا زیادہ تھے اور کئی گنا لوگ ابھی بھی ترس رہے ہیں اور کھلے آسمان تلے حکومت پنجاب کے رحم وکرم پر ہیں۔میری یہی گزارش ہے کہ یہ سارا کچھ مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے آئندہ کے سیلاب کے لئے کوئی پلاننگ کی؟ لیکن اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔اسی طرح انہوں نے رمضان پیکج کے لئے 26کروڑ20لاکھ روپے رکھے،27لاکھ 91ہزار روپے سیلاب متاثرین کو عید پیکج دیا گیا جبکہ یہ ساری رقم ذاتی تشریح اور آنے جانے میں خرچ کی گئی۔اگر پنجاب کی آبادی کے حوالے سے دیکھا جائے اور اس آبادی کا تناسب لگایا جائے تو رمضان پیکج کے لئے جو 26کروڑ20لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے کیا یہ ان کے لئے کافی ہے اور کیا یہ بہت کم رقم نہیں ہے؟

جناب سپیکر!انہوں نے لوگوں تک معلومات پہنچانے کے لئے جو پنجاب انفارمیشن سسٹم بنایا ہے اس کے لئے data collect کیا اور ایک اتھارٹی بنائی اور اس اتھارٹی کو ایک کروڑ50لاکھ 92ہزار روپے کی گرانٹ دے دی جبکہ اس اتھارٹی نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا، کوئی information highlight نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس اتھارٹی کا کوئی کردار سامنے نہیں آیا۔وہاں پر تمام تقرریاں سیاسی

بنیادوں پر کی گئیں اور میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں۔اسی طرح بڑے بڑے لوگوں نے اپنی زمینیں بچانے کے لئے بند توڑے لیکن ان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا یہاں تک کہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ نے جو کمیشن مقرر کئے تھے ان کی رپورٹ آج تک اس ایوان میں پیش نہیں کی گئی جبکہ اس میں چند وہ تراشے اخبارات کو دے دیئے گئے جن میں حکومت کو اپنی بہتری نظر آتی تھی لیکن جو خامیاں تھیں انہیں منظر عام پر نہیں لایا گیا۔اسی طرح مظفر گڑھ میں دار بند کی مرمت میں جو خامیاں دیکھی گئیں ان پر بھی کوئی واضح اقدامات کئے گئے اور نہ ہی اس میں ملوث محکمہ اریگیشن کے سٹاف کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ان لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر مناسب وقت پر بندوں کی مرمت نہیں کی اور لوگوں کی ذاتی زمینیں بچانے کے لئے جو کردار ادا کیا ان افسران کو بھی کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی اقدامات نہیں کئے گئے جبکہ غریب کی کھڑی فصل تباہ ہوئی صرف چند لوگوں کو بیج اور اناج دیا تاکہ وہ آئندہ فصل کاشت کر لیں لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ فائدہ ہوا اور نہ ہی اس کے جانی اور مالی نقصان کا حساب لگایا گیا ہے۔اصولی طور پر تو اس کا آڈٹ ہونا چاہئے تھا اور neutral bodies کو اس کا آڈٹ کرنا چاہئے تھا اور وہ آڈٹ رپورٹ اس ایوان میں آنی چاہئے تھی تاکہ پتا چلتا کہ انہوں نے ضمنی بجٹ میں جو اتنی کثیر رقم خرچ کی ہے واقعی اس رقم کی ضرورت تھی اور اس رقم سے ایک غریب کو ریلیف ملنا تھا وہ ملا ہے یا نہیں اور حکومت پنجاب نے اس رقم سے ایک غریب آدمی، غریب کسان اور فلڈ متاثرین تک کتنا ریلیف پہنچایا ہے لیکن ایسا کوئی آڈٹ نہیں کیا گیا، کوئی ایسی آڈٹ رپورٹ سامنے آئی ہے اور نہ ہی کسی third party کو involve کر کے اس کی evolution کی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہی گزارش کروں گا کہ یہی facts and figures ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں لہذا مجھے امید ہے کہ میری کٹوتی کی اس تحریک کو منظور فرمایا جائے گا اور میں نے جو گزارشات کی ہیں اس کے جواب میں آئندہ کے لئے بہتر حکمت عملی بنائی جائے گی تاکہ متاثرین سیلاب کی احسن طریقے سے مدد کی جا سکے، صحیح معنوں میں monitoring ہو سکے اور انہوں نے ان کو ریلیف دینے کے لئے جو authorities بنا رکھی ہیں انہیں صحیح معنوں میں کام میں لایا جائے نہ کہ وہ اپنے سیاسی مقاصد پورا کرتی رہیں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب پھر برسات کا موسم ہے اور جیسا کہ میرے بھائی عامر سلطان چیمہ صاحب نے اس پر بڑی detail میں گفتگو کرتے ہوئے اس چیز پر زور دیا ہے کہ کوئی کمیشن نہیں، کوئی انکوائری نہیں ہے، وہاں پر جو بند توڑے گئے ان کے لئے کیا کیا، لوگوں نے اپنی properties بچانے کے لئے غریبوں کی بستیاں ڈبو دیں لیکن اس کی ابھی تک کوئی رپورٹ یا کوئی انکوائری سامنے نہیں آئی۔ مستقبل میں پھر خطرہ ہے کہ سیلاب آ سکتا ہے اور سیلاب کی تباہ کاریاں پہلے سے زیادہ ہو سکتی ہیں لیکن ہماری آنکھوں کے سامنے کوئی detail نہیں ہے کہ اس سلسلے میں کیا حفاظتی اقدامات کئے جا رہے ہیں، شہروں کو بچانے کے لئے کوئی حفاظتی پشتے تعمیر کئے جا رہے ہیں اور غریبوں کی بستیاں بچانے کے لئے کوئی اقدامات ہوئے ہیں؟ پھر سے وہی ہوگا جو پہلے ہوا ہے کہ پھر لوگوں کی بستیاں ڈبو دی جائیں گی، پھر ان کی زندگی کی تمام جمع پونجی سیلاب کی نذر ہو جائے گی اور سکون سے بیٹھے ہوئے حکمران آخر میں جا کر ریلیف کے نام پر ضمنی بجٹ میں اپنے مطالبات زر پیش کر دیں گے۔ میں ایسے مطالبات زر کو بالکل سو فیصد مسترد کرتی ہوں جن کے خرچ کرنے کی کوئی وجہ کوئی تفصیل، کوئی proper system اور نہ ہی اس کے لئے کوئی کمیشن ہے۔ اس پر کمیشن ترتیب دینا چاہئے تھا۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم اس کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں گے لیکن ابھی تک کوئی رپورٹ سامنے نہیں آئی اب اجلاس بھی ختم ہونے کو ہے اور اوپر سے یہ بھی شنید ہے کہ کسی بھی وقت سیلاب کے سلسلے میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں بھی ریلیف کی اس کٹوتی پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ریلیف ورک خواہ فلڈ کا ہو یا کسی اور آسمانی آفت کا ہو وہ انسانی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی شروع میں تو یہی سمجھا گیا کہ یہ pure انسانی بنیادوں پر ہے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ فلاں محلہ میں کون سی پارٹی کی majority ہے یا فلاں محلہ جو غرق ہو گیا ہے یا فلاں شہر جو بالکل ڈوب گیا ہے اس نے ہمیں ووٹ دیئے تھے یا نہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ! آپ کا نام اس cut motion میں نہیں ہے لیکن میں اپنی طرف سے آپ کو وقت دے رہا ہوں۔ آپ کو وقت دینے کے لئے rules relax کئے جاتے ہیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ یہ آپ کی شفقت ہے کہ آپ مجھے سُن رہے ہیں۔ میں یہاں پر اس ملک اور صوبے کی بھلائی کی بات کروں گی اور کوئی ایسی بات نہیں ہو گی کہ جس سے کسی کو رنج پہنچے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو اجازت دی ہے آپ فرمائیں!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! سیلاب دوسرے ملکوں میں بھی آتے ہیں۔ ہم چین ہر دوسرے روز گئے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہاں کا دریا "Yangsi" ہر سال بہت زیادہ تباہی مچاتا تھا۔ چین والے تنگ آ گئے تھے مگر پھر انہوں نے عہد کیا کہ دریا "Yangsi" کے آگے بند باندھا جائے تاکہ یہ اس صوبے کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ انہوں نے ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ دریا "Yangsi" عوامی بند کے آگے مجبور ہو گیا اور تباہی نہ مچا سکا۔ ہمیں بھی چین کی حکومت اور ان کی متعلقہ وزرات سے یہ پوچھنا چاہئے کہ آپ نے ان حالات پر کیسے قابو پایا؟ وہ ہمارا دوست ملک ہے اور ہماری مدد ضرور کرے گا۔ وہ ہمیں انجینئرز اور مشینری مہیا کر سکتا ہے جس کی وجہ سے ہم سیلاب کی تباہ کاریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! relief work کے بعد بحالی کا کام شروع ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے غریب اور اَن پڑھ خاندان جنہیں شعور نہیں تھا وہ کوئی مالی امداد لے سکے اور نہ ہی انہیں گھروں کی چابیاں مل سکیں۔ ان کے نقصانات کی تلافی ہوئی اور نہ ہی ان کا مالیہ، لگان اور کوئی دوسرا ٹیکس معاف ہوا۔ وہ اسی طرح پس رہے ہیں۔ میں خود بھی ایسے علاقے سے تعلق رکھتی ہوں کہ جہاں پر دو دریا چناب اور جہلم آ کر ملتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں بھی سیلاب کی وجہ سے ہر سال بہت تباہی ہوتی ہے۔ پچھلے سال جب مون سون کے موسم میں دریاؤں نے تباہی مچائی تو میرے ضلع میں بھی اسی طرح تباہی ہوئی ہے۔ 1973 میں بھی ایک بہت زبردست سیلاب آیا تھا مگر اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب، وزیراعظم پاکستان اور صدر پاکستان کے شب و روز ان سیلاب متاثرین کی بحالی کے لئے ہیلی کاپٹرز میں ہی گزر رہے تھے۔ جہاں پر اس ناگہانی آفت نے تباہی مچائی تھی وہ فوراً ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچ جاتے اور ریلیف اور بحالی کا کام اپنی نگرانی میں کراتے تھے۔ آج بھی جب کوئی ہیلی کاپٹر آتا ہے تو غریب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو یا اس کی شہید بیٹی آ گئی ہے اور وہ اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وہ تو اپنے حصے کے زہر کے پیالے پی کر سُقراط کے

نقش قدم پر چل کر گڑھی خدا بخش کے قبرستانوں میں آرام فرما رہے ہیں۔ان کی پارٹی کے ورکرز آج بھی انہی بنیادوں پر کام کرنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ جو بھی حکومت آئے وہ یہ کہنے پر مجبور ہو کہ پیپلز پارٹی جب بھی آتی ہے تو عوام کی بھلائی اور فلاح و بہبود کے لئے ہی کام کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ جہاں پر relief work ہوا ہے اس بارے میں ہمیں ہاؤس میں بتایا جائے۔ہم ہر سال بجٹ پاس کر دیتے ہیں مگر ہمیں پتا نہیں چلتا کہ یہ بجٹ کہاں خرچ ہوا ہے، خرچ ہوا بھی ہے یا نہیں ؟اصل طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ جس طرح بجٹ پیش کیا جاتا ہے اسی طرح یہ بھی بتایا جائے کہ پچھلے سال کے بجٹ کو ہم نے فلاں فلاں کاموں پر خرچ کیا ہے۔اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ آیا پورا بجٹ خرچ ہو گیا یا کچھ amount باقی بچی ہے اور اب ہم اس رقم کو فلاں اہم کاموں کے لئے استعمال کریں گے ؟

جناب سپیکر!اب پھر مون سون کا موسم آ رہا ہے اس لئے سیلاب سے بچاؤ کے لئے ٹھوس قسم کے اقدامات اٹھائے جائیں۔بند باندھے جا رہے ہیں لیکن خالی مٹی کی ٹرالیاں ڈالی جا رہی ہیں۔یہ مٹی تو ایک بارش کے ریلے میں بہہ جائے گی۔یہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ مضبوط قسم کے بند باندھے جائیں تاکہ انسانی جانوں کا اتنا نقصان نہ ہو سکے جتنا کہ پچھلے سال ہو چکا ہے۔ہم نے ٹیلیویژن پر خود دیکھا ہے اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ پچھلے سال کس طرح لوگ اور جانور سیلاب کے پانی میں بہتے جا رہے تھے۔اس مرتبہ حکومت نے اس نقصان سے بچنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ میں امید کرتی ہوں کہ اس بارے میں ہمیں ہاؤس میں بتایا جائے گا۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کٹوتی کی تحریک پر حزب اختلاف کے معزز ممبران نے جو اظہار خیال کیا ہے اس میں دو تین چیزیں انتہائی اہمیت کی حامل اور جواب طلب ہیں۔کافی دنوں سے یہ بات ہو رہی تھی اور آج بھی اس کا حوالہ دیا گیا کہ مسٹر جسٹس منصور علی خان صاحب کی سربراہی میں جو Flood Commission مقرر ہوا تھا اس کی رپورٹ کو public نہیں کیا جا رہا۔اس رپورٹ کے اوپر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ذیلی کمیٹی بنائی تھی۔اس رپورٹ میں جن چیزوں کی نشاندہی کی گئی تھی ان تمام کے اوپر عملدرآمد کو اس سب کمیٹی نے ensure کیا ہے۔اب اس سب کمیٹی نے اپنی رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش کر دی ہے اور انہوں نے اس رپورٹ کو public کرنے کی منظوری بھی دے دی ہے۔اس Flood Commission Report کو پنجاب

گورنمنٹ کی ویب سائٹ پر load کیا جا رہا ہے اور پھر اس سے سب لوگ استفادہ کر سکیں گے۔ محکمہ انفارمیشن کو یہ معاملہ کل refer ہو گیا تھا اور میرا خیال ہے کہ آج پنجاب گورنمنٹ کی ویب سائٹ پر یہ رپورٹ موجود ہو گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر دوسری یہ بات ہوئی کہ صوبے کی financial management درست نہیں تھی اس لئے اضافی اخراجات ہوئے اور 25.613-ارب روپے کا ضمنی بجٹ پیش کرنا پڑا ہے۔ کاش! میرے معزز بھائیوں نے بجٹ کے documents کو دیکھا ہوتا اور ان کتابوں میں سے انہوں نے اس چیز کو observe کیا ہوتا کہ اس مالی سال میں پنجاب کا مالی discipline اتنا مثالی اور unprecedented رہا ہے کہ اس کی مثال نہ صرف مرکز بلکہ باقی صوبوں میں بھی نہیں ملتی۔ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اس مالی discipline کی مثال گزشتہ سالوں میں بھی نہیں ملتی۔ اگر میرے معزز بھائی توجہ فرمائیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ کے دو main components ہوتے ہیں۔ میں اس کو آسان زبان میں اس طرح سے بیان کروں گا کہ اس کا ایک حصہ development budget کا ہوتا ہے جو کہ ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان میں سے اکثر منصوبوں کی عوامی نمائندوں اور حکومت کی طرف سے نشاندہی کی جاتی ہے جبکہ دوسرے حصے کو non-development budget کہا جاتا ہے، جسے current expenditure بھی کہتے ہیں اور اس میں major component تنخواہوں کا ہوتا ہے اس لئے اُس میں تو کسی قسم کی کمی نہیں لائی جا سکتی یا پھر اُس میں کچھ ایسے اخراجات ہوتے ہیں جیسے کہ relief کی مد میں ہیں۔ پچھلے سال current expenditure کے لئے جو current budget تھا وہ 386.786-ارب روپے تھا اور 193.5-ارب روپے development budget تھا۔ آپ financial ability and financial control کا اندازہ کریں کہ پچھلے سال کا نظر ثانی شدہ بجٹ 387.575-ارب روپے ہے یعنی پورے سال میں صرف 700 ملین روپے کا فرق ہے اور یہ 25-ارب روپے relief اور دوسری چیزوں پر خرچ کرنا پڑا وہ current budget میں saving and adjustment کر کے پورا کیا گیا یعنی یہ ایسے نہیں ہے کہ 386-ارب روپے جو current budget تھا اُس میں یہ نہیں ہے کہ 25-ارب روپے جمع ہو کر وہ 411-ارب روپے ہو گیا ہو بلکہ اُن میں صرف 700 ملین روپے کا اضافہ ہوا۔ اس 25-ارب روپے کے خرچہ کو saving and better financial adjustment کر کے پورا کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا سہرا وزیر اعلیٰ پنجاب کی strict policy and financial team کے سربراہ فنانس سیکرٹری طارق باجوہ صاحب اور چیئرمین

(پی اینڈ ڈی) کے سر ہے کہ انہوں نے اس کو اس انداز سے manage کیا کہ اس میں 386۔ارب روپے کا جو current expenditure تھا وہ 387.575۔ارب روپے پر آ کر ختم ہوا اور اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو relief کے متعلق اعتراضات کئے گئے ہیں میں اس کے facts and figures پڑھ دیتا ہوں اور یہ رقم جن جن چیزوں پر خرچ ہوئی ہے اُس میں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس رقم اور ان چیزوں کو مدنظر رکھا جائے تو اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ Relief and Crisis Management Cell میں 3 کروڑ 34 لاکھ 61 ہزار روپے تنخواہوں پر خرچ ہوا ہے اور انتظامی امور پر 13 لاکھ 22 ہزار روپے خرچ ہوا ہے اور تمام معزز ممبران کو پتا ہے کہ گیارہ اضلاع میں یہ جتنی بڑی exercise ہوئی ہے اور یہ exercise ابھی بھی ہو رہی ہے تو اس میں ایک کروڑ روپے سے بھی کم رقم صرف انتظامی امور پر خرچ کی گئی ہے اور امدادی سرگرمیوں پر 7۔ارب 22 کروڑ ایک لاکھ 12 ہزار روپے خرچ کیا گیا ہے اور یہ ٹوٹل 7۔ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے بنتا ہے اور میں اس کی further detail دے دوں کہ سیلاب اور قدرتی آفات کی وجہ سے فوت ہونے والے افراد کے لواحقین کو 7 کروڑ 69 لاکھ روپے دیئے گئے، وطن کارڈ کی مد میں 6۔ارب 9 کروڑ 23 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی اور گھڑپلازہ کے متاثرین کی امداد کے لئے 5 کروڑ روپے کی رقم دی گئی۔ پنجاب حکومت نے اپنی تمام تر مالی مشکلات پر قابو پانے کے بعد اپنے ہمسایہ بھائی دوسرے صوبوں کی آفات اور مشکلات میں حصہ ڈالا۔ خیبر پختون خواہ کے متاثرین کے لئے بھی 5 کروڑ روپے مختص کیا گیا اور اسی طرح سے عطاء آباد جھیل، گلگت بلتستان کے متاثرین کے لئے بھی 5 کروڑ 49 لاکھ 44 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی تو اس طرح سے یہ تمام رقم اُن لوگوں کو دی گئی جو لوگ مصیبت زدہ اور متاثرین تھے، اُن کی ضرورت بھی تھی اور حکومت کا فرض بھی تھا کہ اس مشکل گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ دیتی تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"7۔ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 "ریلیف" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 22 کروڑ 48 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 8 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 8

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس مطالبہ زر کو oppose کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے مطالبہ زر نمبر 8 کی مخالفت کی ہے تو مطالبہ زر نمبر 8 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، راجہ طارق کیانی، جناب شاہان ملک، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا،

رائے محمد شاہجہان خان، جناب قاسم ضیاء ڈاکٹر اسد معظم سید حسن مرتضیٰ، حاجی محمد اسحاق، محترمہ نیلم جبار چودھری، چودھری محمد طارق گجر، جناب قیصر اقبال سندھو، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب آصف بشیر بھاگٹ، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، جناب تنویر الاسلام، جناب فاروق یوسف گھرکی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، رائے محمد اسلم خان، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ روبینہ شاہین وٹو، جناب محمد اشرف خان سوہنا، ملک محمد عامر ڈوگر، سید ناظم حسین شاہ، جناب احمد حسین ڈیہر، ڈاکٹر محمد اختر ملک، سید احمد مجتبیٰ گیلانی، رانا بابر حسین، جناب محمد جمیل شاہ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، جناب شہزاد سعید چیمہ، سردار خالد سلیم بھٹی، ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، سردار اطہر حسن خان گورچانی، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب افتخار علی کھیتران، صاحبزادہ محمد گزین عباسی، جناب شاہ رخ ملک، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، میاں محمد علی لالیکا صاحب، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد، مخدوم محمد ارتضیٰ، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، سید عبدالقادر گیلانی، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ سفینہ صائمہ کھر، ڈاکٹر آمنہ بٹر، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، جناب پرویز رفیق، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، جناب منور حسین منج، جناب محمد یار ہراج، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد اور انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے ہے۔ کون صاحب کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

"2-ارب 34کروڑ 8لاکھ 7ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر8 "پولیس" کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"2۔ارب 34کروڑ 8لاکھ 7ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر8
"پولیس" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک کے حق میں بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ شاعر کہتا ہے کہ

دنیا اتے رکھ فقیرا ایسا بہین کھلون
کول ہوویں تے ہسن لوکی ٹر جاویں تے رون

کیونکہ اس demand میں اربوں، کروڑوں اور لاکھوں کی ساری figures موجود ہیں جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے ملک اور خاص طور پر اس صوبہ میں جو امن وامان کی صورتحال ہے وہ ہم سب سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کسی بھی معاشرے کے پھلنے پھولنے اور ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے امن وامان prerequisite ہے۔ جہاں پر امن وامان نہیں ہوتا، لوگوں کو اپنی جانوں کا تحفظ نہیں ہوتا کہ ہم گھر سے باہر جائیں گے تو زندہ واپس آئیں گے یا نہیں۔ جہاں خون پانی سے سستا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یقیناً خون مہنگا ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! خون مہنگا ہوتا تھا لیکن اب پانی سے سستا ہو چکا ہے۔ ہمارے ہاں قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں جب پولیس مقابلوں کے نام پر وہ دھڑا دھڑ لوگوں کو قتل کرتی ہیں تو پھر یقیناً خون سستا ہی ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا معاشرہ جسے ہم کبھی بھی مہذب معاشرہ نہیں کہہ سکتے۔ میں اس کی تفصیل بتاؤں گی کیونکہ معزز وزیر قانون جو میرے لئے قابل احترام ہیں انہوں نے کچھ دن پہلے جو figures پیش کی تھیں اس سے almost وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ یہ صوبہ امن وامان کا گہوارہ ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے اور ہمیں اس بات پر افسوس بھی ہوتا ہے کہ جب بھی امن و امان پر بات ہوتی ہے تو دہشت گردی کو اس کا قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے لیکن جو موبائل snatching، اغواء برائے تاوان، چوریاں اور ڈکیتیاں ہوتی ہیں ان کا دہشت گردی سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو پولیس نے کنٹرول کرنا ہے اور جس کے لئے ہم بجٹ میں بڑی بڑی رقوم

پولیس کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔اس کے باوجود پولیس اپنے فرائض سرانجام دینے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک حقیقت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ میرے پاس کچھ documents اور اخبارات کے تراشے بھی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہاں پولیس مقابلوں کے نام پر لوگوں کو ان کی جانوں سے محروم کیا جارہا ہے۔مریدکے میں ایک کیس ہوا تھا کہ پولیس نے ایک لڑکے کو گھر سے اٹھایا اور جعلی پولیس مقابلے کے نام پر گھر کے واحد کفیل کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے لواحقین اس کی نعش کو لے کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہے اور انصاف کی دُہائیاں دیتے رہے۔ان کی درخواست تھانے میں اور اعلیٰ افسران کے پاس جمع ہے لیکن آج تک ان کی شنوائی نہیں ہو سکی۔میں یہ تفصیل بعد میں آپ کو پیش کر دوں گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے توسط سے اس غریب خاندان کو انصاف مل جائے۔

جناب سپیکر!مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب اسمبلی جو صوبہ پنجاب کے کروڑوں عوام کا نمائندہ ایوان ہے یہاں پر اپوزیشن کے ممبران اسمبلی بھی لاء اینڈ آرڈر کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر قابو میں ہے اور نہ اسمبلی کے اندر قابو میں ہے۔اسی اجلاس کے دوران تین دفعہ اور کل مجھے باقاعدہ ایک written چٹ ایک معزز ممبر کی طرف سے موصول ہوئی میں نے وہ چٹ evidence کے طور پر سنبھال کر رکھی ہے آج میں اسے صرف ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتی ہوں۔ I do want to take the name right now اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں وہ نام بھی بتا دوں گی۔ اس چٹ پر لکھا تھا کہ "Leave the Assembly immediately otherwise?" میں اس کا کیا مطلب سمجھوں یہ کوئی first incident نہیں ہے۔میرے پاس ابھی بھی وہ handwriting بطور evidence موجود ہے۔ ہمیں اسمبلی کے اندر اس طرح سے دھمکایا جارہا ہے اسی اجلاس کے دوران تین دفعہ پہلے بھی یہ ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جھوٹ، جھوٹ۔

محترمہ سیمل کامران: میرے پاس evidence موجود ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں ان سے خود بات کر لوں گا۔آپ درمیان میں نہ بولیں،آپ مداخلت نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے یہ ریکارڈ کا حصہ بنایا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ مجھے نام لینا نہیں آتا۔ مجھے بڑی اچھی طرح نام لینا آتا ہے لیکن میں آج یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے یا میرے خاندان کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کے ذمہ دار وہ معزز ممبر اور پنجاب حکومت ہوگی۔

جناب سپیکر: کیا سارے ہی ہوں گے ؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل کے روزنامہ "جناح" میں ایک بڑی exclusive report شائع ہوئی ہے میں اس کو refer کرنا چاہوں گی کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ سی سی پی او صاحب اور آئی جی صاحب کے درمیان پولیس مقابلوں پر ایک سرد جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ سی سی پی او صاحب 20/20 کے اوورز کے میچز پر believe کرتے ہیں اور آئی۔جی صاحب رک رک کر ٹیسٹ میچ کھیلنا چاہتے ہیں۔ دہشت گردی جو اس وقت ہمارا قومی issue بن چکا ہے، اس کے بارے میں، امن وامان کی صورتحال اور پولیس مقابلوں کے بارے میں اتنے اہم عہدوں پر فائز افسران کا clear mind نہیں ہے۔ وہ یہ حرکت جو کر رہے ہیں کہ آپس میں ان کی اتنی جنگ بڑھ چکی ہے کہ وہ اخبارات کی زینت بننا شروع ہو گئی ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ indirectly یہ جرائم پیشہ لوگوں کو encourage کرنے کی ایک سازش ہے۔ میں آپ کے سامنے کچھ figures لانا چاہتی ہوں جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ 2010 میں صوبہ میں امن تھا اور سب طرف گھما گھمی تھی۔ اس میں رجسٹرڈ مقدمات کی تعداد 3 لاکھ 86 ہزار 4 سو 37 ہے۔ اس میں لوگوں کے خلاف 53 ہزار 3 سو 98 اور جائیداد سے متعلق 98 ہزار ایک سو 57 کیس تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے اخبار میں یہ لکھا ہوا ہے کہ شہباز شریف کی حکومت نے پچھلی حکومت کو بھی مات دے دی جس میں کہا گیا ہے کہ پنجاب پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال پنجاب بھر میں مختلف نوعیت کی 3 لاکھ 86 ہزار 437 وارداتیں ہوئیں۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ صرف چار ماہ کے دوران ایک لاکھ 33 ہزار 429 مختلف نوعیت کے مقدمات درج ہوئے۔ ہائیکورٹ کے ایک سینئر وکیل شاہد حسین کھوکھر صاحب نے فرمایا ہے کہ قانون اور امن عامہ کی رکھوالی کرنے والے اپنے فرائض سرانجام نہیں دے رہے بلکہ عام شہریوں کی پولیس مقابلوں اور جیلوں کے نام پر چھترول کی جاتی ہے۔ مزید یہ بھی لکھا گیا ہے کہ پولیس بے گناہ ملزمان کی چھترول کرتی ہے اور نقلی، ذاتی، گروہی اور سیاسی وابستگی کی بنیاد پر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کو زدوکوب کیا جاتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ کیا پولیس کا یہ کام ہے جو وہ کر رہی ہے ؟ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 69 میں لکھا ہے کہ:

Adjustment of personnel of defunct Special Intelligence Agency in Counter Terrorism Department w.e.f. 01-01-10

جس کے لئے 5کروڑ 75ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ میرا point of concern یہ ہے کہ یہ internationallyایک مانا ہواphenomenaہے کہ human intelligenceزیادہ reliable ہے اور اس پر آپ زیادہ trustکرتے ہیں۔ اس defunctسے مراد جو میری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے یہ محکمہ بند کر دیا ہے۔ میرے پاس ڈکشنری موجود ہے جس میں اُردو میں اس کا مطلب "وفات یافتہ، معدوم، گزرا ہوا، ناپید، متروک، متوفی"بتایا گیا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا ہمیں intelligenceکی ضرورت نہیں رہی، کیا intelligenceناپید ہو چکی ہے، وفات پا چکی ہے یا کیا لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں یہ چیزیں ہمیں وارا کھاتی ہیں؟ ویسے تو یہاں پر ماشاء اللہ سب well-knownہیں مگر پھر بھی میں بتاؤں گی کہ defunctکاانگریزی میں مطلب "non operating, non functional, no longer in existence." بتایا گیا ہے۔ اِس وقت دہشت گردی کی صورتحال میں حکومت نے intelligenceکو defunctکر دیا ہے، کیا مجھے اس کی وجہ پتا چلے گی؟ اسی طرح اس bookکے صفحہ نمبر72 پر لکھا ہے کہ:

Funds for provision of meals to the trainees from the rank of Constable to that of Sub-Inspectors at Police Training Institutions

جس کے لئے تقریباً 5کروڑ روپے رکھے ہیں۔ انسان روٹی کے لئے زندہ ہے لیکن انہوں نے supplementary grantمیں mealکے لئے فنڈز رکھے ہوئے ہیں۔ کیا اِن کو پہلے نہیں پتا تھا کہ لوگوں نے کھانا کھانا ہے یا کیا حکومت یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ traineesبے چارے خود ہی اپنے نان نفقے کے ذمہ دار ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ supplementary grantجو demandکر رہے ہیں یہ اس حکومت کا بہت بڑا failureہے۔ اسی صفحہ نمبر 72 پر Payment of salaries for the period from 6/2010 to 11/2010 to one platoon of Baloch Levy کے بارے میں ہے کہ پہلے انہوں نے ایک دفعہ demandکی اُس کے بعد پھر اسی platoonکے لئے پیسے مانگ رہے ہیں جبکہ میری informationکے مطابق پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اِن کو تنخواہیں ادا کرتا ہے اِس کے لئے ایک دفعہ 54لاکھ روپے اور دوسری دفعہ 52لاکھ روپے مانگے جا رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب کا مال کسی کی ذاتی کمائی یا خیرات میں بانٹا ہوا مال نہیں ہے کہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن نے جن کو

تنخواہیں دینی ہیں اُن کو پہلے 54لاکھ پھر 52لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں۔ اگر اتنے اتنے لاکھ روپے صوبہ کے پاس ہوں تو پھر بھی ہمارے غریب لوگ مریں، ہمارے غریب لوگ جہازوں کے ساتھ لٹک کر اپنی زندگیاں ختم کریں اور یہاں پر کتوں اور بلیوں کا گوشت کھائیں تو یہ کیسی good governance ہے؟ یہ platoon کے لوگ ہائیکورٹ سے کیس جیت چکے ہیں پھر بھی تا حال مسائل کا شکار ہیں۔ یہ Baloch Levy ہمارے platinum کے assets کی حفاظت کرنے کے لئے تعینات ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے assets کی رکھوالی کرتے ہیں مگر ان کی mental satisfaction اس لئے نہیں ہے کیونکہ اِن کی job security نہیں ہے۔ یہ لوگ ابھی بھی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں جبکہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ تمام عارضی ملازمین کو ہم مستقل کریں گے لیکن کام کرنے کی بجائے ہم اپنے صوبہ کی کروڑوں عوام کی کمائی جو tax سے حاصل ہوتی ہے اُس کو بے دریغ لٹاتے جا رہے ہیں۔ اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو میں بتانا چاہتی ہوں مگر آدھ گھنٹہ کے بعد آپ نے guillotine apply کر دینی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میرے باقی ساتھی بھی اِس پر بات کر لیں۔ یہ اس صوبہ کے کروڑوں عوام کے ساتھ سراسر اور بہت بڑی زیادتی ہے کہ اربوں کھربوں روپے کا بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ میں اپنے معزز لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ انہوں نے democracy کے لئے جتنی قربانیاں دی ہیں آج یہ بے شک لاء منسٹر بن گئے ہیں اور ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں لیکن مجھے پتا ہے کہ یہ دِل سے ایسی باتیں نہیں کرتے بلکہ یہ آج بھی لوٹا کریسی کو condemn کرتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے اِس وقت پنجاب اسمبلی کی صورتحال یہ ہے جو میں on oath کہتی ہوں کہ یہاں پر بھی لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے۔ کیا اس صورتحال میں جب ارکان اسمبلی محفوظ ہیں، اُن کی families محفوظ ہیں اور نہ ایک عام آدمی محفوظ ہے تو پھر یہ اربوں روپے پولیس کے لئے کیوں مانگے جا رہے ہیں، اِس کی وضاحت ضرور کریں؟ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں چند ایک معروضات پیش کروں گا کیونکہ میں نے اس بارے میں ایک دو تجاویز دینی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ویسے میرے خیال میں آپ کے معزز ارکان کو اس بات کی سمجھ ہونی چاہئے کہ پہلے آپ بولیں پھر دوسرے صاحبان بولیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد سَر آنکھوں پر لیکن ہم نے اپنا پارٹی کلچر equality base پر کیا ہوا ہے۔ یہ routine میں move ہو رہا ہے مگر کوئی

policy matter ہو تو اُس پر میں ہی بات کرتا ہوں لیکن اگر میرے ساتھی نے move کیا ہے تو دوسرے یا تیسرے نمبر پر مجھے بات کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس محکمہ کے متعلق بھی بات کرنی ہوتی ہے لامحالہ ہمیں اُس کے role پر بات کرنی پڑ جاتی ہے۔ آج چونکہ ہم پولیس کے شعبہ پر discuss کر رہے ہیں تو میرے خیال میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کچھ افسران یہاں پر تشریف فرما ہیں لیکن پولیس کا کوئی بھی مہربان آفیسر یہاں پر بیٹھا نظر نہیں آ رہا۔ یہ حکومتی بنچوں کی طرف سے manage کیا جائے کہ پولیس افسران بھی تشریف لائیں۔ جب بھی کسی محکمہ کے متعلق cut motion ہوتی ہے تو particularly متعلقہ افسران آ جایا کریں۔

جناب سپیکر! پولیس کو extra funds دیئے جانے پر اُن کا role بھی discuss کرنا پڑ جاتا ہے کہ آیا وہ فنڈز صحیح استعمال ہوئے ہیں یا نہیں؟ مجھے پولیس کے اپنے فرائض کی انجام دہی میں دو role نظر آتے ہیں۔ ایک یہ کہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے جس دلیری کے ساتھ پولیس افسران encounter کرتے ہوئے شہادت پاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ایک تحفظ کا احساس بھی ہوتا ہے جسے میں اور میرے ساتھی بھی پولیس کے اس role کو appreciate کرتے ہیں اور جس جواں مردی کے ساتھ پولیس افسران encounter کر رہے ہیں اُس پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ پولیس کا دوسرا رُخ تھانہ کلچر ہے۔ تھانہ کلچر کو حکومتی کلچر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ حکومت کی طرف سے تھانہ کلچر ہوتا ہے۔ جب ان حکومتی بنچوں نے اپنی حکومت بنائی تھی تو اُس وقت اس بات کا اعادہ اور عزم کیا گیا تھا کہ ہم تھانہ کلچر بدل دیں گے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پچھلے سال 2۔ارب 34 کروڑ روپے کی خطیر رقم دی گئی، کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اُس کا کوئی عزیز، ساتھی یا کوئی جاننے والا مشاہدہ کرنے کے لئے تھانے گیا تو اُس نے وہاں کیا پایا کیونکہ جس جگہ کوئی قتل ہوتا ہے تو مقتولین کے بے چارے لواحقین کو پولیس والوں کو سنبھالنا پڑ جاتا ہے، اُن کی گاڑیوں کے پٹرول کا بندوبست کرنا پڑ جاتا ہے اور پنسل کا غذ لانے پڑ جاتے ہیں، جب کسی کے گھر چوری یا ڈکیتی ہو جاتی ہے تو پھر بھی انہیں تھانہ کلچر کی وجہ سے بہت مشکل صورتحال برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اب لوگوں نے ایک نیا طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ جب کہیں چوری ہوتی ہے تو اُس کے لئے کھوجی یا سونگھنے والے کتے لے آتے

ہیں۔ اب لوگوں نے بہ نسبت پولیس کے کھوجیوں اور سونگھنے والے کتوں پر زیادہ اعتبار کرنا شروع کر دیا ہے جو ہمارے لئے شرم کا باعث ہے۔ پولیس کے اس کلچر کے ساتھ ساتھ پولیس کا ایک یہ بھی role ہے کہ پولیس والے دیہی علاقوں میں چوری چکاری اور رسہ گیری میں تحفظ دینے میں ناکام ہوئے ہیں۔ آئی جی پولیس کا ہی ایک figure ہے کہ پنجاب میں 18 ہزار ڈکیتی اور چوری کی روزانہ وارداتیں ہو رہی ہے جبکہ "Dawn" کے اندر اس سے کم تھیں مگر کسی اور یا مقبول جان نے 17 ہزار کے قریب figure دیا ہے جو کہ reported ہے۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کو بدلنے کی میں اس لئے مخالفت کرتا ہوں کہ 2۔ ارب 34 کروڑ روپے تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے استعمال نہیں ہوا اور یہاں پر تشریف فرما حکومتی ممبران سے آپ کی وساطت سے میں کہنا چاہوں گا تاکہ چیف ایگزیکٹو صاحب کے کانوں تک بھی یہ بات پہنچ جائے کہ تحفظ کا احساس سب کچھ ہوتا ہے، گورے کے وقت میں کوئی خوش حالی نہیں ہوتی تھی اور سائس (Syce) کی تنخواہ 10 روپے ہوا کرتی تھی لیکن لوگ یہ سمجھتے تھے اور اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اگر جان، مال اور اپنے بچوں کی عزت کا تحفظ ملے تو وہ روکھی سوکھی کھانے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن روکھی سوکھی بھی نہیں ہے اور تحفظ بھی نہیں ہے اور ایک جنگل کا ماحول دیئے جانے کے بعد ان مدات میں اتنی اتنی بڑی رقوم دی جانی کسی بھی طریقے سے جائز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر عرض کرتا چلوں گا کہ اغواء برائے تاوان ایک بڑا منافع بخش کاروبار بن چکا ہے اور اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کروڑوں روپے لینے کے لئے اغواء برائے تاوان کیا جائے۔ یہاں پر اخبارات اور ٹی وی میں ایسے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ 50 ہزار اور ایک ایک لاکھ روپے کے لئے اغواء کئے جاتے ہیں اور بے چارے ایک لاکھ روپے کے لئے محلہ سے مانگ مانگ کر اور کمیٹیاں ڈال کر اکٹھا کر کے پیارے بیٹے یا بچی کو لے کر آتے ہیں۔ رسہ گیری کے متعلق بات کروں گا کہ ہمارا دیہی علاقہ ہے اور وہاں سب سے بڑی انڈسٹری یہی ہے کہ کسی نے کوئی بھینس رکھی ہوتی ہے تو وہ لسی اور چائے کے لئے دودھ رکھ کر باقی فروخت کر کے اپنا bread and butter چلاتا ہے لیکن جب اس کی بھینس چلی جاتی ہے تو اس کا سب کچھ چلا جاتا ہے اور وہ جاتا بھی طاقتور لوگوں کے پاس ہے۔ ہمارے علاقے میں اگر اس طرف سے بھینس cross کر کے دوسری طرف گوگیرہ برانچ کے پار چلی جاتی ہے تو وہ سامنے کھڑی ہوئی نظر آتی ہے لیکن اس کے باوجود کوئی بھی اسے واپس نہیں لا سکتا۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں سے ایک missing link ہے۔ میں آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی وساطت سے

صوبہ کے چیف ایگزیکٹو تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ پولیس کے ساتھ ساتھ نمبرداری کا ایک مضبوط نظام ہوتا تھا جس کے تحت دو مخبر ہوتے تھے جنہیں Informers کہتے ہیں جن میں سے ایک موچی کی شکل میں ہوتا تھا اور ایک دائی ہوتی تھی۔ راتوں کو جاگ کر پہرہ داری کے لئے ٹھیکری پہرہ کا نظام ہوتا تھا جس کے ایک مربع کے اس گاؤں کے اندر colonies areas کے avenue street کی طرح بنے ہوئے ہیں جہاں انہیں پتا ہوتا تھا کہاں سے ایک گھوڑی آئی اور آدھی رات کو کس کے گھر باندھی اور کس وقت گئی۔ اس حوالے سے سارا کچھ وہ Informer بتایا کرتا تھا لیکن وہ کلچر ختم ہو گیا ہے۔ ٹھیکری پہرہ، Informer اور وہ گاؤں کی دائی کی صورت میں گورے کے وقت میں تین Institutions تھے، جنہیں دوبارہ بحال کیا جائے کیونکہ وہ fruitful تھے اور وہ deliver کر رہے تھے۔ رسہ گیروں کا بھی کہ وہ کس جگہ جا رہے ہیں اور کس کے ڈیرے پر جا رہے ہیں، یہ بھی لمبردار کا مخبر ہی بتایا کرتا تھا لہذا ان لوگوں پر انحصار کرنا چاہئے جو کہ آپ کو صحیح اطلاع دے سکتے ہیں۔ اس نظام کو دوبارہ بحال کیا جائے کیونکہ یہ نظام اتنا مہنگا بھی نہیں ہے جس میں اتنی بڑی مدات بھی نہیں دینی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! اس وقت 30 ہزار سے زائد اشتہاری پنجاب کے 36 اضلاع میں پھر رہے ہیں، جنہوں نے اتنی زیادہ تعداد میں لومز لگائی ہوتی ہیں، ان کے باغات ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کاشتکاری کر رہے ہوتے ہیں لیکن وہ crime کی یونیورسٹی ہوتے ہیں، crime کو promote کرنے والی وہ یونیورسٹیاں ہوتی ہیں کیونکہ ایک ایک ہزار اشتہاری ایک ایک ضلع کے اندر کہاں سے کھاتے ہیں، کہاں سے پہنتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ ان اشتہاریوں کے ہوتے ہوئے کوئی چیف ایگزیکٹو امن نہیں دے سکتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کی نیت ٹھیک نہیں ہے لیکن "reply will be in "but اسے کرنا چاہئے۔ یہ اشتہاری اس پولیس کی موجودگی میں کیوں پھر رہے ہیں جسے 2۔ارب 34 کروڑ روپے دیئے گئے انہیں اس لئے اتنے پیسے دیئے گئے کہ یہاں پر 30 ہزار اشتہاری بڑھیں اور پلیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ 2۔ارب 34 کروڑ روپے ہمیں دے دو تاکہ یہ 30 سے 31 ہزار ہو جائیں۔ میں اس کی کبھی مخالفت نہ کرتا اگر یہ 30 ہزار کی بجائے 20 ہزار ہو چکے ہوتے لیکن یہ 28 ہزار سے 30 ہزار ہوئے اور 2۔ارب 34 کروڑ روپے اس مد میں اضافی خرچ کر لیا گیا۔ میں انہی وجوہات کی بناء پر اس کی مخالفت کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری پارٹی کی طرف سے پیش کی گئی اس تحریک کو منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے محترمہ کو floor دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنا نام دیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب سپیکر! میں نے بالکل نام دے رکھا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ رہنے دیں اور شاہ صاحب کو بات کرنے دیں کیونکہ صرف پانچ منٹ وقت ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دونوں کو ایک، ایک منٹ دے دیں۔ پہلے محترمہ کو دے دیں اور اس کے بعد میں ایک منٹ میں بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ:

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ 2۔ ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 7 ہزار روپے کی رقم خرچ ہو گئی ہے جبکہ اس سے پہلے سالانہ بجٹ بھی خرچ ہو گیا ہے اور یہ سارا کچھ خرچ ہونے کے بعد اب یہ بجٹ منظور کریں یا نہ کریں لیکن یہ تو لگ چکا۔ بات یہ ہے کہ یہ اس سے بڑی رقم بھی رکھ لیں تو ہو کیا رہا ہے کہ چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کو ڈھونڈنے میں پولیس اپنا وقت ضائع نہیں کر رہی۔ میں یہاں بھی figure آپ کو بتاتی چلوں کہ لاہور میں 75 ہزار 800 جھوٹی ایف آئی آر درج ہوئیں۔ یہ پیسا کیا اس پر نہیں لگ گیا اور کیا وہ چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کو ڈھونڈتی نہیں پھر رہی؟ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور وزیر قانون یہاں تشریف فرما ہیں کہ ایف آئی آر درج کرنے کا سلسلہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! وقت بہت کم ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور میری چند ایک گزارشات ہیں کہ 2۔ارب 34 کروڑ روپے کا جو ضمنی بجٹ پولیس کے لئے ہے۔ مجھے رانا صاحب نے ایک دن حکم دیا تھا کہ figures سے بات نہیں کرنی کیونکہ مجھے ان کی چھان بین میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے میں figures کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس صوبے میں جہاں پر لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور خود سوزیاں کر رہے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہاں پر اتنے پیسے پولیس کو دے دیئے جائیں۔ پولیس نے پہلے دن سے آج تک ماسوائے شرفاء کو چھترول کے اور اسمبلیوں سے ممبران کو کانوں سے پکڑ کر لے جانے کے علاوہ کبھی کچھ نہیں کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! رانا صاحب گواہ ہیں جب ہم پچھلی اسمبلی میں اکٹھے تھے تو تقریباً ہر دوسرے دن باعزت طور پر ہمیں "کالر" سے پکڑ کر ٹرک میں بٹھایا جاتا تھا اور تھانے لے جا کر شام تک ذلیل کرنے کے بعد چھوڑ دیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو biased نہیں ہونا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اسے اگر غور سے پڑھیں تو اس میں ایسے figures بھی ہیں جس میں قومی رضاکار آرگنائزیشن کے لئے 8 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پنجاب میں کسی جگہ بھی یہ قومی رضاکار نظر نہیں آتے اور یہ بھی افسران کے "اللوں تللوں" پر خرچ ہونے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیمرز کی replacement کے لئے بھی انہوں نے تقریباً 19 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ cash award to the Police officials for their achievements/performance یہ کون سی ایسی achievement ہے مجھے بتائیں کہ جن کے لئے پولیس افسران کو ایوارڈ دیئے جا رہے ہیں۔ ان کی achievements کا آپ اندازہ لگائیں کہ اگر داتا دربار پر بم دھماکا ہوتا ہے تو آئی جی آفس کے حفاظتی حصاروں کو بلند کر دیا جاتا ہے۔ سوائے آئی جی آفس کے مجھے بتائیں کہ کس دفتر کے باہر، ہماری پنجاب اسمبلی اس صوبے کا ایک اہم ادارہ ہے یہاں پر بھی باہر آپ کو کوئی بکتر بند گاڑی کھڑی نظر نہیں آئے گی اور آپ ابھی آئی جی آفس کے باہر چلے جائیں وہاں پر بکتر بند گاڑیوں پر گشت ہو رہا ہے۔ یہ ہماری حفاظت کے لئے ہیں یا ہم اُن کی حفاظت کے لئے ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں آئے دن ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں اور آئے دن سانحہ سیالکوٹ جیسے واقعات ہو رہے ہیں۔ اس پر بھی انہیں achievement ایوارڈ دیئے جا رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب

کے اس پیسے کو خدارا ان پر خرچ نہ کریں بلکہ اس پیسے کو کہیں زکوٰۃ میں دے دیں، ان پیسوں سے کسی ہسپتال میں کسی مستحق کا علاج کروادیں۔ آج میں اس اسمبلی میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ ان کو پیسوں کی ضرورت نہیں، انہیں پنجاب ہی ٹھیکے پر دے دیا جائے۔ ان سے پیسے لئے جائیں کہ ہمیں اتنے پیسے دے دو تو تمہیں یہاں حکمرانی کرنے کی اجازت ہو گی۔ سپاہی سے لے کر اوپر تک ہر آدمی کرپٹ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایسا نہ کہیں۔ کوئی ایک دو فیصد ہوں تو آپ نکال لیں۔

جناب سپیکر: سارے ایک جیسے نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک دو فیصد کم کر لیں، میں ذرا تجاوز کر گیا ہوں۔(قہقہے)

یہاں پر یہ عالم ہے کہ ہماری داد رسی کے لئے پولیس والے نہیں پہنچتے اور ہم چیخ چیخ کر انصاف مانگ رہے ہوتے ہیں۔ ایک اے ایس آئی جو کچھ اپنی انوسٹی گیشن میں لکھ دیتا ہے پولیس آرڈر کے تحت چھ مہینے لگ جاتے ہیں لیکن تفتیش تبدیل نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ بار بار گھڑی دکھا رہے ہیں، میں پھر یہی گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب کا یہ پیسا ضائع ہو رہا ہے، یہ غریبوں پر خرچ ہونا چاہئے اور یہ درندوں پر خرچ نہیں ہونا چاہئے۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

اَج پُلس نوں آکھاں رشوت خور تے فائدہ کیہہ
پچھوں کردا پھراں ٹکور تے فائدہ کیہہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اب آپ wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ سپلیمنٹری بجٹ سے متعلق کٹوتی کی تحریک تھی۔ سپلیمنٹری بجٹ میں جو رقم خرچ کی گئی اس پر تو کسی بھی معزز ممبر نے اظہار خیال نہیں کیا۔ حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے یہ تھوڑے دن پہلے مجھ سے بات کر رہے تھے کہ میں نے بجٹ پر speech کرنی ہے تو مجھے ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرح disturb نہ کیا جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اگر غلط figures quote کریں گے پھر تو آپ کو interrupt کیا جائے گا۔

پھر حسن مرتضیٰ صاحب کہنے لگے کہ "میں تےfiguresدے نیڑے وی نئیں جانا، میں ایدلی اودلی مار کے گزارا کرلاں گا۔"(قہقہے)

ضمنی بجٹ پر بھی انہوں نے اِدھر اُدھر کی مار کے گزارہ کیا ہے۔ یہ رقم جو اس سال ضمنی بجٹ کے طور پر پولیس ڈیپارٹمنٹ نے خرچ کی ہے، جہاں تک پولیس کی کارکردگی کا تعلق ہے، جہاں تک پولیس نے اس صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کو درست کرنے کے لئےeffortsکی ہیں اور جہاں تک پولیس میں احتساب کا نظام ہے اس سے متعلق میں نےfacts and figuresکے ساتھ جس دن بجٹ پاس ہوا تھا تو پولیس کی کٹ موشن پر تمام گزارشات اس معزز ہاؤس کے سامنے رکھی تھیں۔یہاں پر پولیس نے کسی جگہ اگر تجاوز کیا ہے جو قابل مذمت ہے تو پولیس نے اس صوبے کو، اس معاشرے کو بہت سے ایسے ناسوروں سے بھی پاک کیا ہے جنہوں نے اس صوبے کے عوام کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ یہ بات درست ہے کہ یہاں پر جو دہشت گردی کا عنصر ہے اس کی وجہ سے امن وامان کی صورتحال کو قائم رکھنا کافی مشکل ہے۔یہاں پر بات ہوئی کہ اغواء برائے تاوان کا اس دہشت گردی سے کیا تعلق ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ 98 فیصد اغواء برائے تاوان کے کیسوں کےtraceقبائلی علاقے سے ہوئے۔ایک دن پہلے ایک آدمی یہاں سے غائب ہوتا ہے اور دوسرے تیسرے دن قبائلی علاقے سے فون آتا ہے کہ اتنے پیسے بھیج دیں اور رہائی کروالیں۔ جتنیcar snatchingsہوتی ہیں ان تمام کو قبائلی علاقوں میں لے کر جاتے ہیں۔ وہ ڈکٹیٹر جنہوں نے یہاں پر جہادی کلچر متعارف کرایا، جنہوں نے9/11برپا کیا اصل میں تو اس قوم کی ان مصیبتوں اور مشکلات کے وہ لوگ مجرم ہیں۔کروڑوں لعنتیں اللہ برسائے ان میں سے جو زندہ ہیں ان کے چہروں پر اور جو مر گئے ہیں ان کی قبروں پر۔ وہ اس قوم کو تباہی کے اس دہانے پر پہنچا کر گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اسfiguresکی وضاحت کر دیتا ہوں۔ یہ 2۔ارب روپے سے کچھ زائد رقم ہے۔اس میں سے ایک ارب10کروڑ روپے کے قریب تو وہ رقم ہے جو صرف تنخواہوں پر خرچ کی گئی ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ بجٹ میں پہلے سے تنخواہیں مختص تھیں، بالکل پہلے سے تنخواہیں مختص تھیں لیکن اس سال تقریباً7 ہزار مزید بھرتیاں ہوئیں۔ان نئے لوگوں کی تنخواہ، ٹریننگ اور دوسرے لوازمات پر یہ رقم خرچ کی گئی۔اس کے علاوہ جو شہید ہوئے جنہوں نے اس صوبے کے عوام کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ان کے لئے 123 ملین روپے ہے۔اسی طرح جو کیش ایوارڈ تھے یعنی جو اشتہاری ملزم پکڑے گئے جن کے سر کی قیمت بھی رکھی ہوئی تھی، اس مد میں 38 ملین روپے

ہے۔ جو ملازم دوران سروس وفات پا گئے ان کے لئے 110 ملین روپے ہے، اسی طرح سے Counter Terrorism Department کو establish کرنے کے لئے 308 ملین روپے کی رقم ہے۔ اسی طرح سے 200 ملین روپے کی رقم سے تین موبائل ٹریکر خریدے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی آئٹم ایسی نہیں ہے جو بلا جواز تھی بلکہ ان کی اشد ضرورت تھی اس لئے پولیس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے یہ رقم اس سال سپلیمنٹری گرانٹ کے طور پر دی گئی اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 7 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 8 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! اب guillotine کا وقت ہو چکا ہے، آپ اگر چاہیں تو میں آپ کو پندرہ منٹ دے سکتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب والا! ہمارے ایک ہی معزز ممبر اس پر بات کر لیں گے اور ہمارے لئے پندرہ منٹ کافی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 21۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس میں عرض ہے کہ جو آپ سارے نام پڑھتے ہیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے جو لکھے گئے ہیں وہی ہیں۔ اگر انہیں It should be taken as read

کر لیا جائے، اگر لاء منسٹر صاحب کو اعتراض نہ ہو تو ہمیں بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور آپ straight way جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، آپ کی تجویز کا بہت شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ صاحب! اب آپ مطالبہ زر پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو 42 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو 42 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے آئی ہے کہ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، جناب شاہان ملک، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا، جناب قاسم ضیاء، سید حسن مرتضیٰ، حاجی محمد اسحاق، محترمہ نیلم جبار چودھری، چودھری محمد طارق گجر، جناب قیصر اقبال سندھو، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب آصف بشیر بھاگٹ، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، جناب تنویر الاسلام، جناب فاروق یوسف گھرکی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، رائے محمد اسلم خان، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ روبینہ شاہین وٹو، جناب محمد اشرف خان سوہنا، ملک محمد عامر ڈوگر، سید ناظم حسین شاہ، جناب احمد حسین ڈیہر، ڈاکٹر محمد اختر ملک، سید احمد مجتبیٰ گیلانی، رانا بابر حسین، جناب محمد جمیل شاہ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، جناب شہزاد سعید چیمہ، سردار خالد سلیم بھٹی، ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، سردار اطہر حسن خان گورچانی، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب افتخار علی کھیتران، صاحبزادہ محمد گزین عباسی، جناب شاہ رخ ملک، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، میاں محمد علی لالیکا، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، کرنل

(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد، مخدوم محمد ارتضیٰ، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، سید عبدالقادر گیلانی، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ سفینہ صائمہ کھر، ڈاکٹر آمنہ بٹر، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ)، جناب پرویز رفیق، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، کرنل(ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، جناب منور حسین منج، جناب محمد یار ہراج، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رُباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔اسے کون پیش کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

42کروڑ95لاکھ 93ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 21 "متفرقات" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

42کروڑ95لاکھ 93ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 21 "متفرقات" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ضمنی بجٹ کے اندر miscellaneous کا جو element ہے اس کو oppose کرنے کے لئے ہم سب نے یہ تحریک جمع کرائی ہے۔اس میں ہمیں ایک بہت بڑی رقم نظر آتی ہے جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو گرانٹ دینے کی مد میں ہے یہ رقم ٹوٹل 2275 ملین روپے بنتی ہے جو کہ تقریباً سوا دو ارب روپے ہے حالانکہ میرے علم کے مطابق ڈسٹرکٹ

گورنمنٹ پچھلے تین سالوں سے ختم چکی ہیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے الیکشن بھی نہیں کروا رہے۔ وہاں پر کوئی بھی services provide نہیں کی جا رہی جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی حکومتیں پہلے provide کیا کرتی تھیں۔

جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ جو چیز ہمیں سامنے نظر نہیں آتی تو اب ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ سوا دو ارب روپے سے زیادہ رقم اس کے لئے چاہئے جس کو ہم approve کر دیں۔ ہم اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ Punjab Privatization Board بھی یہاں سے پیسے مانگ رہا ہے تو یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ regular budget کے اندر Punjab Privatization Board کا جو اپنا بجٹ ہے اس کے اندر اس کو شامل کرنے کی ضرورت تھی۔ مجھے پھر آگے چل کر ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ regular budget کا حصہ کیوں نہیں ہیں؟ اس میں ہم بیت المال والوں کو بھی پیسے دے رہے ہیں۔ میرے علم کے مطابق یہ ہے کہ بیت المال اور زکوٰۃ کے معاملات بھی ٹھپ ہوئے پڑے ہیں۔ اخباری خبریں تو ایسی آئی ہیں کہ وہ پیسے شاید حکومت پنجاب خرچ کر گئی ہے یا کھا گئی ہے اپنے expenses meet کرنے کے لئے لیکن عوام کو بیت المال اور زکوٰۃ کے پیسے نہیں مل رہے۔ میں جو بار بار ذکر کرتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے ساتھ تھوڑی سی discrimination ہوتی ہے اس کتاب میں مجھے جنوبی پنجاب کا بھی ذکر نظر آ گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ:

Funds for allowances in favour of Southern Punjab Basic Urban Services Project.

اس کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ ایک ہزار روپے ہے۔ چلیں ایک ہزار روپے میں ہی سہی سپلیمنٹری گرانٹ میں جنوبی پنجاب کا بھی نام رکھا گیا ہے، وہ کیا کہتے ہیں کہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام تو شامل ہو گیا۔ مجھے خوشی ہوتی اگر اس میں 223 ملین ڈالر یا 19۔ارب روپے کے منصوبے جو USAID جنوبی پنجاب میں کرنا چاہ رہا ہے اُن کا ذکر ہوتا، جن میں سے USAID کی طرف سے جنوبی پنجاب میں ایجوکیشن کا 147 ملین ڈالر کا ایک پراجیکٹ تھا اور ایک ان کی میونسپل سروسز کا 76 ملین ڈالر کا پراجیکٹ تھا اور یہ لکھا ہوتا کہ چونکہ ہم نے USAID کے پراجیکٹس منع کر دیئے ہیں تو ان پراجیکٹس کے لئے یہ 19۔ارب روپے ہم سپلیمنٹری بجٹ سے پورے کر رہے ہیں نہ کہ ایک ہزار روپے کی مذاق کرنے والی رقم یہاں پر مجھے نظر آتی۔ پچھلے سال کے بجٹ میں بھی میں نے یہ دیکھا ہے اور اب یہ پھر آ گیا ہے کہ:

Grant in aid to Administrator Health and Educational institutions of Muridke Markaz taken over by the Government.

اگر حکومت نے یہ ادارے مستقل طور پر takeover کر ہی لئے ہیں تو یہ ہماری ایک regular liability ہے اس کے لئے ہمیں ریگولر بجٹ میں پیسے allocate کرنے چاہئیں۔ جماعۃالدعوۃ والا جو institute گورنمنٹ نے takeover کیا ہے اِس میں اُس کا ذکر ہے۔ پچھلے سال بھی اِس کے لئے پیسے رکھے گئے تھے،اس سال بھی اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اور یہ پیسے Miscellaneous کی سپلیمنٹری گرانٹ میں رکھے گئے ہیں۔ جب ہم نے اس کی مستقل ذمہ داری اُٹھالی ہے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ اس کو ریگولر بجٹ کا حصہ بنا کر وہاں سے پیسے دیں نہ کہ سپلیمنٹری گرانٹ میں سے کیونکہ سپلیمنٹری گرانٹ اور سپلیمنٹری بجٹ ناپسندیدہ عمل ہیں۔ ہمارا Punjab Budget Manual بھی کہتا ہے کہ یہ ناپسندیدہ عمل ہے اور یہ ناقص منصوبہ بندی کی نشانی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کو freely نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم اس کو بڑے شوق کے ساتھ اور مزے لے کر کرتے ہیں کیونکہ اس میں ہمیں ایک اختیار نظر آتا ہے،ایک power نظر آتی ہے کہ بغیر کسی سے پوچھے، بغیر کسی کی اجازت لئے ہم یہ پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی اور آپ کے توسط سے حکومت سے بھی یہ گزارش ہو گی کہ سپلیمنٹری بجٹ میں جو بھی چیزیں رکھی جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر تو صاحب ہو سکتے ہیں خزانہ صاحب نہیں ہو سکتے،آپ کی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مناسب ہے۔ جناب سپیکر! آپ جب interrupt کر دیتے ہیں تو flow ٹوٹ جاتا ہے۔ میری آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ interrupt نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے آپ کی درستی کرنی پڑتی ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ سارا flow ٹوٹ جاتا ہے۔ اس میں ہم نے جماعۃالدعوۃ کے لئے جو پیسے رکھے ہیں میں ان کی بات کر رہا تھا اور اس کے بعد میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو ہمارا سپلیمنٹری بجٹ ہے،آپ کے توسط سے میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب ایک پالیسی بنا لے کہ جو چیزیں بھی سپلیمنٹری بجٹ میں شامل کرنی پڑ جائیں،بجٹ کی ناقص منصوبہ بندی سامنے آئے تو اس کے لئے ہم کم از کم اپنے ہاؤس کی کمیٹیوں کو involve کر لیں۔ اگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو کوئی اضافی پیسوں کی ضرورت ہے تو وہ ہاؤس کی جو ایجوکیشن کمیٹی ہے اس سے

اس کی approval لے لیا کریں تاکہ ہمارے ہاؤس کی Committees empowered ہوں اور یہ House empowered ہو اور وہ کمیٹیاں سارا سال اپنے ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ in touch رہیں کیونکہ ڈیپارٹمنٹس نے بار بار یہ سپلیمنٹری پیسے مانگنے ہیں تو وہ کمیٹیاں ان کو اجازت دیں اور وہ Committees کو empower ہوتے ہوئے یہ کریں اور پارلیمان کی انتظامیہ پر اختیار واضح رہے۔

جناب سپیکر! اسی Miscellaneous کے اندر میں بار بار ایک چیز دیکھ رہا ہوں کہ اس میں جن لوگوں کو امداد دی گئی ہے ان میں کسی کے ایجوکیشن کے expenses ہیں، کسی کو مالی امداد دی گئی ہے، کسی کو علاج کے لئے امداد دی گئی ہے۔ شاید میری بات بہت سارے لوگوں کو پسند نہ آئے لیکن اس میں آدھے سے زیادہ لاہور کے لوگ ہیں کیونکہ ان لوگوں کا access چیف منسٹر کے دفتر تک ہے اور چیف منسٹر کے دفتر سے ان لوگوں کو یہ گرانٹس دی جا رہی ہیں۔ اس میں کہیں پر ننکانہ صاحب بھی نظر آ رہا ہے، شیخوپورہ بھی نظر آ رہا ہے، سیالکوٹ بھی نظر آ رہا ہے اور ڈیرہ غازی خان بھی نظر آ رہا ہے لیکن ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اکثر لاہور کے لوگ ہیں جن کو چیف منسٹر صاحب اپنی صوابدیدی گرانٹ میں سے پیسے دینے کے بعد سپلیمنٹری بجٹ میں منظور کرا رہے ہیں۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا پھر میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں ہم چل کر مری کا یہ باغِ شہیداں پارک دیکھیں تو سہی۔ اس کے لئے اب تک پچھلے دو سالوں میں سپلیمنٹری گرانٹس کے اندر 15 کروڑ روپے سے زائد کی رقم جا چکی ہے۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آتی کہ اس باغ کے اندر ایسی کیا چیز ہے کہ بار بار اس پر پیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ اس دفعہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسی پر پیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ اس دفعہ 3 کروڑ 68 لاکھ روپے کی ایک گرانٹ ہے اور اسی طرح تقریباً ساڑھے نو کروڑ روپے کی پچھلے سال گرانٹس تھیں تو 15 کروڑ روپے کا یہ جو باغ ہے ہمیں اس کو دیکھنے کا بہت زیادہ شوق ہو رہا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ چل کر دیکھتے ہیں کہ اس 15 کروڑ روپے کے باغ میں مری کے کشمیر پوائنٹ میں ایسی خاص بات نظر آئے کہ اس میں ہے کیا؟ میری یہی گزارش ہے کہ ہم سپلیمنٹری گرانٹ کو کسی طریقے سے خرچ کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم اس کو بغیر پوچھ گچھ کے خرچ کر لیں گے۔ باغ شہیداں پارک اگر اتنا ہی اہم اور ضروری ہے تو اس کے لئے ریگولر بجٹ میں 15 کروڑ روپے رکھ دیں اور وہ اس ہاؤس سے پاس ہو یا نہ ہو کہ ہم نے پچھلے دو سال میں اس پر 15 کروڑ روپے خرچ کر لئے ہیں اب اس کی منظوری دے دو۔ پھر سے میری گزارش یہی ہو گی کہ 15 کروڑ روپے باغِ شہیداں پارک پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ اگر کچھ کروڑ روپے ہمارے فورٹ منرو کی water supply schemes کے لئے بھی دے

دیئے جائیں تو نہایت عنایت ہو گی اور وہاں کے لوگ بھی پانی پی سکیں گے۔ آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی سفارش کر دیں اور ہاؤس سے بھی کہوں گا کہ مہربانی کر کے فورٹ منرو جو ہمارے جنوبی پنجاب کا ایک Hill Station ہے اس کے لئے بھی خدارا کچھ کریں۔ حکومت کی اس طرف بھی آنکھ کھلوائیں کہ اس پر بھی کوئی تھوڑی سی توجہ دے دیں اور باغِ شہیداں جیسے ایک پارک پر جتنے پیسے خرچ ہو رہے ہیں تو ہماری طرف بھی مہربانی کر کے کچھ خرچ کر دیں اور ہماری بنیادی ضروریات پر بھی نظر ڈالیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی کوئی ایسا نام رکھ لیں پھر بات کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی؟

جناب سپیکر: آپ نے جس پارک کا نام لیا ہے باغ شہیداں آپ بھی اس جیسا کوئی نام رکھ لیں۔ (قہقہہ)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ مری کا ایک پارک ہے۔ اس پارک پر 15 کروڑ روپے سے زیادہ رقم خرچ کی جا چکی ہے اور ہمیں پینے کے پانی کے لئے بھی کچھ نہیں دیا گیا۔ ہماری water supply schemes کو ٹھیک نہیں کیا جا رہا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شاہجہان صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .No. No please آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ تو غصہ ہی کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہجہان صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

[***********]

[***********]

[***********]

[***********]

[***********]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1139 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ cut motion ہے؟ کچھ خیال کریں ناں۔ اس ہاؤس کا ٹائم ایسے ضائع نہ کریں۔ ان سب کو delete کر دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں cut motion کی طرف آ رہا ہوں۔ آخری شعر سُنا دوں؟

جناب سپیکر: مہربانی کریں، شعر کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ cut motion پر بات کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر!

[************]

[************]

جناب سپیکر: یہ سب کچھ delete کر دیا جائے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب والا! پنجاب کا جو Miscellaneous کا بجٹ ہے وہ 24 کروڑ روپے کے قریب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اُلٹ پڑھ رہے ہیں۔ (قہقہہ)

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ لوگوں کو پریشان نہ کیا کریں، آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ اُلٹ پڑھ رہے ہیں۔ آپ 24 کروڑ روپے کہہ رہے ہیں جبکہ یہ 42 کروڑ روپے ہیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! جی، 42 کروڑ روپے ہیں، mistake ہو جاتی ہے۔ آپ disturb کریں گے تو ایسے ہی ہو گا۔ 42 کروڑ روپے Miscellaneous کی مد میں جو حکومت پنجاب نے validate کرنے کے لئے عوام کے سامنے present کیا ہے، accounting کی رُو سے Miscellaneous ایک ایسی مد ہوتی ہے جس میں متفرق اخراجات رکھے جاتے ہیں اس میں کوئی ایسا پیسا allocation کے لئے نہیں رکھا جا سکتا جس کے متعلقہ محکمے موجود ہوں، جس کے لئے متعلقہ heads موجود ہوں۔ پنجاب کے ہونہار بیوروکریٹس نے اپنے excess expenditures کو چھپانے کے لئے، عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے لئے اور اس معزز ایوان کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے لئے اس کو Miscellaneous کی مد میں ڈال کر پیش کر دیا ہے۔ جب آپ نے 27۔ ارب

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

روپے کے قریب subsidy کی مد میں پیسے رکھے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ من پسند سکیمیں جیسے جمعہ بازار، اتوار بازار، سستے تنور، مکینیکل تنور جب ان کا اپنا head موجود ہے یا اپنا محکمہ موجود ہے تو پھر Miscellaneous کی مد میں کروڑوں روپے کی ادائیگی کیوں کی گئی ہے؟ DCOs کو جمعہ بازاروں اور اتوار بازاروں میں لگانے کے لئے miscellaneous funds میں سے ادائیگی کیوں کی گئی ہے؟ یہاں تو صرف ایسے اخراجات آنے چاہیئں تھے جو کسی اور head میں نہیں آ سکتے تھے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ پنجاب کے محکموں کے allowances بھی اس میں سے ادا کئے گئے ہیں۔ پنجاب کے محکموں کو جو بجٹ الاٹ کیا گیا تھا وہ اپنے بجٹ کے اندر ان اخراجات کو پورا نہیں کر سکے ہیں اسی لئے انہوں نے ہم سے ضمنی بجٹ مانگا اور Miscellaneous کی مد میں یہ رقم ڈال لی۔ یہ regular allowances یہ اور Consultancy Fee کیا ہیں اور کہاں سے ایجاد ہوئے ہیں اور project کی consultancy fee کیوں ادا کی گئی ہے؟ جب ہمارے پاس انجینئر موجود ہیں، محکمہ جات موجود ہیں تو پھر کروڑوں اور اربوں روپے اس مد میں کیوں رکھے گئے ہیں؟ اگر آپ ضمنی بجٹ کا مطالعہ کریں تو ہر محکمے کے اندر آپ سے جو grant demand کی گئی ہے وہ non developmental budget کے لئے ہے۔ کاش! یہ رقم ہم سے تعلیم، صحت، لوکل گورنمنٹ کے infrastructure کو بڑھانے کے لئے demand کی گئی ہوتی۔ یہ ہے good governance کا پول جو یہ ضمنی بجٹ کھولتا ہے۔ جب محکموں کے non developmental budget سے ان کا جی نہیں بھرتا، جب ضمنی بجٹ کی grant سے ان کا پیٹ نہیں بڑھتا تو اس کو miscellaneous میں ڈال دیتے ہیں۔ خدا جانے اس کا مائی باپ کون ہے، اس کا محکمہ کون سا ہے، کون یہ grants allocate کرتا ہے اور کون اس کو approve کرتا ہے اور کس کے زور بازو سے یہ رقم خرچ کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر! اس مد میں ایک خوش بخت ایسا بھی ہے جس کا نام سلمان حیدر ہے، نہ جانے کس کا خوش بخت بیٹا ہے جس کو کئی لاکھ روپے امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ اگر Miscellaneous کے پیسے اس مد میں استعمال ہونے ہیں تو across the board پنجاب کے تمام طالب علموں کو یہ حق ملنا چاہئے۔ جب آپ نے Punjab Endowment Fund بنا کر ایک رقم مخصوص کی ہے تو پھر miscellaneous میں سے اس کو یہ پیسے دینے کا کوئی تک نہیں بنتا۔ ہمارے علاقوں میں بھی باغات ہونے چاہیئں، ہمارے علاقوں میں بھی سیر گاہیں ہونی چاہیئں۔ جیسا کہ لغاری صاحب نے ابھی کہا ہے کہ بار بار باغِ شہیداں کو پیسے دیئے گئے۔ آپ اپنی financial

managementکو channelizeکریں، اپنی failureکو acceptکریں، اپنی ناکامیوں کا اعتراف کریں کہ آپ نے پنجاب کا جتنا ضمنی بجٹ مانگا ہے سب non developmentalاخراجات، allowancesاور consultancy feeکے لئے ہے۔ یہ ہے آپ کا ہونہار بیوروکریٹ جس پر آپ نے baseکر کے پنجاب کا بجٹ بنایا ہے اور انہوں نے قوم کو کروڑوں اور اربوں روپے کے ٹیکے لگا دیئے ۔ ہماری اسمبلی کا بجٹ دیکھا جائے اس میں سے MPAsکا بجٹ بھی دیکھا جائے اور صرف اس Miscellaneousکے headکو ہی دیکھ لیا جائے تو یہ MPAsکے expenditureسے بھی زیادہ ہے ۔ نعرہ لگایا جاتا ہے hostilityکا کہ وزراء کم بنائے جائیں گے، کیا فرق پڑا وزراء کم کرنے سے ؟ کروڑوں روپے کے اضافی فنڈ مانگے گئے، اربوں روپے کے non developmentalفنڈ مانگے گئے۔ پنجاب کے ان بیوروکریٹس کی جگہ اگر ہمارے منتخب وزیر سنبھال لیں، ایک کابینہ سنبھال لے جو اس کی سو فیصد مالک ہو، یہ عالم شوق کا دیکھا نہ جائے والی بات ہے۔ لاہور قصور روڈ کی بروقت تکمیل سے خوش ہو کر نہ جانے کس نے 55لاکھ روپے ان ملازمین کو ادا کر دیئے کہ یہ سڑک بروقت مکمل ہوئی ہے۔ کیا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ اس کے departments efficiencyدکھاتے ہوئے سارے کے سارے منصوبے بر وقت مکمل کریں۔ یہ ہے good governanceکا پول، یہ ہے تنوروں میں جانے والا پیسا۔ اگر آپ سوشل سکیورٹی کا نظام لاتے، اگر آپ targeted subsidy دیتے جو subsidiesآپ نے عوام کے لئے رکھی ہیں اس سے عوام کا بھلا ہو جاتا۔ ایک آخری شعر کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔

ڈھلے گی شام سحر نغمہ بہار آئے گی
ہم آئیں گے تو چمن میں بہار آئے گی
اُمید اہل ستم کے گماشتوں سے نہ رکھ
ہمارے آنے سے فصل و قرار آئے گی

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو Miscellaneous Demand No. 21031ہے میرے جن معزز بھائیوں نے اس پر بات کی ہے وہ conceptclear نہ ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس مد کے تحت تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے جو ملازمین ہیں ان کی تنخواہیں اس میں شامل ہیں، اس کے علاوہ کچی آبادی کا محکمہ بھی شامل ہے، 1122

کا محکمہ، پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ ، ڈائریکٹوریٹ آف سوشل ویلفیئر (وومن ڈویلپمنٹ)، بیت المال، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ، چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ، بنک اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ یعنی اس طرح سے اس میں کافی تعداد میں محکمے اور ان کے ملازمین شامل ہیں۔اب ان ملازمین کی تنخواہوں میں جو 50 فیصد اضافہ ہوا اس کے علاوہ جو 15 سے 20 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ ہوا اور اسی طرح سے پنشن میں بھی اضافہ ہوا اس رقم کو پچھلے سال بجٹ میں نہیں رکھا گیا تھا اس اضافی رقم کو adjust کرنے کے لئے سپلیمنٹری گرانٹ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: حاجی محمد الیاس چنیوٹی صاحب! آپ کی سیٹ کا کوئی spring تو خراب نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میرے خیال میں وہ نماز پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جہاں بھی جانا ہے جائیں لیکن House کو disturb نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور دوسرے محکموں کے جو لاکھوں ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا، ان کے جو allowances میں اضافہ ہوا وہ پچھلے سال بجٹ میں نہیں رکھا گیا تھا اور یہ کوئی ایک ارب روپے سے زیادہ کی رقم ہے اس کو financial management سے پورا کیا گیا اور صرف 42 کروڑ روپے کے لگ بھگ اضافی ضمنی گرانٹ پیش کی گئی ہے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب کہاں جا رہے ہیں؟ تشریف رکھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"42 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 21 "متفرقات" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 42 کروڑ 95 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ویسے تو یہ سارے اخراجات گورنر صاحب کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں اور وزیراعلیٰ ان کا فون سننے کے بھی روادار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے اچھے ہمدرد ہیں آپ تو کہتے ہیں کہ یہ سب ختم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ آپ ان کے لئے اچھی بات کرتی ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ معاملہ جو آپ کے سامنے پیش ہو رہا ہے انتہائی اہم نوعیت کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے بھی جو بات کرنی ہے انتہائی ضروری ہے اور صرف ایک منٹ لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جب آپ guillotine apply کرتے وقت question put کر رہے ہوں تو اس وقت کوئی point of order take up نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہو سکتا۔ شیخ صاحب! آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم قاعدہ(4)144 کے تحت guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب! مطالبہ زر نمبر 1 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 37 کروڑ 15 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کے ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 89 لاکھ 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ جو سری پائے کھا کر سوئے ہوئے ہیں انہیں جگائیں۔

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 76 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 19 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! (ن) لیگ والے باہر جا رہے ہیں تو کیا اب لوٹے "ہاں" کہیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کیسی بات کرتی ہیں؟ آپ اتنے اچھے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 55 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم 3۔ ارب 46 کروڑ 4 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 14 کروڑ 93 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر9

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو89لاکھ34ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر10

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو13کروڑ78لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو26کروڑ26لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر12

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6کروڑ92لاکھ17ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 13 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 16 کروڑ 31 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر15

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 19 کروڑ 29 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 80کروڑ،10لاکھ،42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جوایک ارب،83کروڑ،67لاکھ،41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو7۔ارب،80کروڑ،38لاکھ،56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرناپڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو79لاکھ،2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو40لاکھ،40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر23

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو21لاکھ،13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6لاکھ،89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹام" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر33

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر40

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر41

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات بابت سال 11-2010 کا ضمنی گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Kamran Michael): Mr Speaker, I lay the Supplementary Schedule of authorized expenditure for the year 2010-11.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of authorized expenditure for the year 2010-11 has been laid.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری صاحب، مخدوم صاحب اور اپوزیشن کے جتنے صاحبان یہاں پر تشریف فرما ہیں میں دل کی گہرائیوں سے آپ کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بھی اچھا کام کیا اور تعاون کیا۔ سب دوستوں نے اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھا، میں دل کی گہرائیوں سے آپ تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی۔ اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(101)/2011/431. Dated 29th June, 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. June 29, 2011 (Wednesday).

Dated Lahore, the 28th June, 2011

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"